عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۹ | ۱۹ تا ۲۶ ر محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۸ تا ۱۵ ر ستمبر ۲۰۲۰ء | شمارہ: ۳۴

عظمت صحابہؓ کا خاموش مگر تاریخی انقلاب

7 ستمبر 1974 کا تاریخی فیصلہ

علامہ اقبالؒ کے مطالبہ کی تکمیل

قادیانیت اسلام کے متوازی مذہب

مبلغین ختم نبوت کا سہ ماہی اجلاس

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

مہنگا فون رکھنے والے پر زکوٰۃ اور قربانی کا حکم

س:......اگر کسی کے پاس ایک سے زائد موبائل فون ہوں اور ان کی قیمت اتنی زیادہ ہو کہ نصاب کو پہنچ جائے اور آدمی صاحب نصاب بن جائے تو کیا اتنے مہنگے موبائل رکھنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ جبکہ ضرورت کم قیمت کے موبائل سے بھی پوری ہوسکتی ہے اور کیا ایسے شخص پر قربانی بھی واجب ہوگی؟

ج:...... جو موبائل ذاتی ضرورت کے لئے خریدا گیا ہو خواہ وہ کتنا ہی قیمتی کیوں نہ ہو، ان کی مالیت پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ ذاتی ضرورت اور استعمال کے مقصد سے لیا گیا ہے، ہاں اگر کوئی شخص موبائل کی خرید وفروخت کا کاروبار کرتا ہو یا اس نیت سے خریدے تو یہ مال تجارت میں شامل ہوگا اور نصاب پورا ہوکر سال گزرنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی، جبکہ قربانی کے بارے میں حکم یہ ہے کہ ضرورت سے زائد جو بھی قیمتی اشیاء ہوں اگر وہ نصاب کو پہنچ جائیں تو قربانی کے دنوں میں قربانی واجب ہوگی۔ اس کے لئے سال پورا ہونے کی شرط بھی نہیں ہے، لہٰذا اگر کوئی قربانی کے دنوں میں ہی صاحب نصاب بن جائے تو قربانی واجب ہو جائے گی، اس لئے اگر کسی کے پاس ضرورت سے زائد قیمتی موبائل ہوں تو ان کی وجہ سے قربانی واجب ہوگی۔

زکوٰۃ کی رقم مستحق کو ہدیہ کہہ کر دینا

س:......زکوٰۃ کی رقم کسی کو ہدیہ کہہ کر دے سکتے ہیں؟ یا اس کو بتانا ضروری ہے کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے؟

ج:......زکوٰۃ دیتے وقت اس کی نیت کرلینا کافی ہے۔ بتانا ضروری نہیں ہے، بلکہ ہدیہ، تحفہ کہہ کر بھی دے سکتے ہیں:

”لأن المعتبر نية الدافع ولذا جازت وان سماها قرضا او هبة في الأصح كما قدمناه۔“ (شامی، ج:۲، ص:۳۴۵)

پانی موجود ہونے کے باوجود تیمم کرنا

س:......اگر نماز کا وقت نکل رہا ہو اس خوف سے تیمم کرکے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

ج:......ایسی صورت میں تیمم کرنا درست نہیں ہے، بلکہ وضو کرنا ضروری ہے، وضو کرکے نماز پڑھے اگر وقت ختم ہوجائے تو قضا نماز پڑھے۔ پانی کے موجود ہونے اور استعمال پر قدرت ہونے کے باوجود تیمم کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ نہ تیمم ہوگا نہ ہی نماز۔

بیوی کی حقیقی بیٹی سے نکاح جائز نہیں

س:......تیس سال پہلے میں نے اپنی تایا کی بیٹی سے شادی کی تھی، دس دن پہلے میری بیوی کا انتقال ہوگیا ہے، میری بیوی کے سابقہ شوہر سے ایک بیٹی ہے طلاق شدہ، ۱۵ سال سے وہ اپنی ماں یعنی ہمارے ساتھ ہی رہ رہی ہے، اس کی ایک بیٹی ہے جو ابنارمل ہے، ماں بیٹی کو کوئی رکھنے کے لئے تیار نہیں، سب کہتے ہیں کہ میں اس سے نکاح کرلوں، اگر شریعت اور اسلام اجازت دیں تو کیا یہ نکاح جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو ہمیں بتائیں۔

ج:......صورت مسئولہ میں آپ کی مرحومہ بیوی کی حقیقی بیٹی جو کہ اس کے سابقہ شوہر سے ہے، وہ آپ کی ربیبہ ہے اور ربیبہ محرمات ابدیہ میں سے ہے، یعنی ہمیشہ کے لئے جن عورتوں سے نکاح حرام ہے۔ لہٰذا آپ کا نکاح اپنی بیوی کی حقیقی بیٹی سے کسی صورت نہیں ہوسکتا۔

واللّٰہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

جلد:۳۹ ۱۹تا۲۶ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۸تا۱۵ ستمبر ۲۰۲۰ء شمارہ:۳۴

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

........علامہ اقبالؒ کے مطالبہ کی تکمیل!	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
قادیانیت.... اسلام کے متوازی مذہب	۸	جناب خالد محمود
مبلغین ختم نبوت کا سہ ماہی اجلاس	۱۱	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سالانہ تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس، کراچی (۴)	۱۳	مولانا محمد قاسم، کراچی
توفی سے متعلق قادیانی سوال کا جواب	۱۵	مولانا عبدالحکیم نعمانی
عظمت صحابہؓ کا خاموش مگر تاریخی انقلاب	۱۸	پروفیسر مولانا نورالوہاب
رسم و رواج	۱۹	بنت اقلیم قدوائی
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۱	ادارہ
قادیانیت کے خلاف عدالتی چارہ جوئی	۲۵	الحاج گوہر رحمٰن ایڈووکیٹ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ:۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک:۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی:۳۵۰ روپے، سالانہ:۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

۷ستمبر۱۹۷۴ءکا تاریخی فیصلہ

علامہ اقبالؒ کے مطالبہ کی تکمیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اللہ تعالیٰ نے جب اس زمین کو بسانے کا فیصلہ فرمایا تو سیّدنا وابونا حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں اتارا، حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پہلے نبی بھی ہیں اور اس بساطِ ارضی پر پہلے انسان بھی۔ چونکہ انسان کو دنیا میں زندگی گزارنے کے لئے اپنے رب کی ہدایات، تعلیمات اور احکامات کی ضرورت تھی، اس لئے انسانیت اور دین فطرت ساتھ ساتھ اتارے گئے اور دنیا کے پہلے انسان ہی اللہ کے پہلے نبی بھی بنائے گئے۔ اس طرح روزِ اوّل سے انسانیت اور مذہب کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور کبھی بھی انسان مذہبی تعلیمات سے بے بہرہ نہیں رکھا گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے سلسلۂ انسانیت چلنا اور دائرہ نبوت بڑھنا شروع ہوا، اولادِ آدم میں اب تک اَن گنت انسان دنیا میں آ کر جاچکے اور جانے کتنوں کا آنا مقدر ہے! انہی انسانوں میں سے بعض بندوں کو اللہ تعالیٰ نے نبوت ورسالت کے لئے منتخب فرمالیا اور وہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ کی وحی کی روشنی میں بھولی بھٹکی انسانیت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے، تا آنکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''خاتم النبیین'' آخری نبی بنا کر مبعوث کئے گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہوا اور تا قیامت آپ ہی کی تعلیمات انسانیت کے لئے چراغ راہ قرار پائیں۔ چنانچہ قرآن کریم کی تقریباً سو آیات کریمہ اور احادیث نبویہ کے ذخیرہ میں سے کم وبیش دو سو دس فرامین نبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعلان کیا گیا ہے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو جھوٹا، کذاب، دجال اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جب تک انبیاء ورسل کا آنا مقدر تھا تو ہر نبی اپنی امت کو اپنے بعد آنے والے نبی کی خبر دیا کرتے تھے، لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی تو آپؐ نے اپنے بعد کسی نبی کے آنے کی خبر دینا تو کجا' نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو بھی جھوٹا قرار دے دیا اور ان جھوٹوں کے فتنہ کی خبر ضرور دی کہ: ''میرے بعد ایسے کذاب آئیں گے جو خود کے نبی ہونے کے زعم میں مبتلا ہوں گے لیکن جان لو کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا۔''

جب اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ نبوت کی تکمیل آپؐ پر فرما کر آپ کے دین ''اسلام'' کو تا قیامت محفوظ کردیا اور آپ پر اتاری جانے والی کتاب ''قرآن کریم'' کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی تو ظاہری اسباب یوں پیدا فرمائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت وتربیت سے وجود میں آنے والی جماعت ''صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین'' کو میدان میں لا کھڑا کیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام حیات میں یمن کے اندر اسود عنسی

نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو صحابیِ رسول حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر اسے قتل کیا اور زبانِ نبوت سے ”فاز فیروز “(فیروزؓ کامیاب ہوگئے) کا تمغہ پایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دوسرے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا فتنہ سر چڑھ کر بولنے لگا تو جانشین رسول خلیفہ اوّل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے یمامہ کا میدان سجادیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں صحابہ وتابعین کی فوج نے ”مسیلمیوں“ کا قلع قمع کر دیا، خود مسیلمہ کذاب صحابیِ رسول حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔

واضح رہنا چاہئے کہ ”جنگِ یمامہ“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اسلام کی پہلی جنگ ہے جو خالصتاً ”ختم نبوت“ کے تحفظ کے لئے لڑی گئی اور اس ایک جنگ میں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق: ”گیارہ سو سے چودہ سو صحابہؓ وتابعینؒ نے جامِ شہادت نوش کیا۔“(عمدۃ القاری، ج:۱۸،ص:۲۸۱) اس سے اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ صحابہ کرامؓ کے نزدیک ”ختم نبوت“ کے تحفظ کی کس قدر اہمیت تھی!

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد بھی ہر دور میں ”ختم نبوت“ کا تحفظ کس قدر حساسیت کا پہلو لئے رہا، قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ”الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ“ میں لکھتے ہیں: ”اور خلیفہ عبدالملک بن مروان نے مدعی نبوت حارث کو قتل کر کے سولی پر لٹکایا تھا، اور بے شمار خلفاء وسلاطین نے اس قماش کے لوگوں کے ساتھ یہی سلوک کیا اور اس دور کے تمام علماء نے بالاجماع ان کے اس فعل کو صحیح اور درست قرار دیا، اور جو شخص مدعی نبوت کے کفر میں اس اجماع کا مخالف ہو، وہ خود کافر ہے۔“(ج:۲،ص:۲۰۷)

قرآن کریم کی صریح نصوص، متواتر احادیث نبویہ اور صحابہ کرام کے پہلے اجماع کی روشنی میں تمام فقہائے امت بھی اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد منصبِ نبوت کا دعویدار دائرہ اسلام سے باہر ہے۔ چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے دعوے دار سے دلیل طلب کرنا بھی کفر قرار دیتے ہیں اور فقہ شافعی کی مستند کتاب ”مغنی المحتاج شرح منہاج“، فقہ حنبلی کا مستند فتاویٰ ”مغنی ابن قدامہ“ اور ”الشرح الکبیر شرح المقنع“ میں بھی اس کی صراحت ہے، جس کی تفصیل طوالت سے بچنے کے لیے چھوڑی جارہی ہے۔

امت مسلمہ کی اس روشن تاریخ کا سفر طے کرتے ہوئے جب ہم برصغیر میں داخل ہوتے ہیں تو یہاں ۱۸۸۰ء سے ایک فتنہ سر اٹھاتا نظر آتا ہے جو پہلے پہل مناظر اسلام، داعی اسلام، مجاہد اسلام وغیرہ وغیرہ کا روپ دھار کر اپنے گرد ایک جماعت تیار کرتا ہے، اس کے بعد وہ تدریجاً ملہم من اللہ، مجدد، مہدی، مثیل مسیح، مسیح علیہ السلام، ظلی بروزی نبی اور بالآخر صاحبِ شریعت نبی ورسول ہونے کا دعویدار ہوتا ہے۔ یہ شخص مرزا غلام احمد قادیانی تھا، جس کے ظاہر ہوتے کفر کو سب سے پہلے علمائے لدھیانہ نے بھانپا اور ۱۸۸۴ء میں اس کے کفر کا فتویٰ جاری کیا، اس کے بعد دارالعلوم دیوبند سے حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ایسے اکابر نے مرزا قادیانی اور اس کے پیروؤں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا، پھر دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء سے دو فتوے اور جاری ہوئے جن پر شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مفتی عزیز الرحمٰنؒ وغیرہم کے دستخط سے قادیانیت پر تکفیر کی مہر ثبت کی گئی۔

یہاں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اس سے قبل اس فتنہ کی بو سب سے پہلے حضرت اقدس مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ نے محسوس فرمائی اور اپنے خلیفہ ارشد حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کو فتنۂ قادیانیت کا تعاقب کرنے کے لئے ہندوستان روانگی کا حکم دیا، نیز حضرت حاجی صاحبؒ ہی کے

دوسرے خلیفہ اور دارالعلوم دیوبند کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نوراللہ مرقدہ نے فتنۂ قادیانیت کے ظہور سے قبل ہی اس نوعیت کے تمام فتنوں کا سدباب کرتے ہوئے لکھا: ’’ادھر تصریحاتِ نبوی مثل: ’’انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی‘‘ او کما قال جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے‘ اس باب میں کافی ہے، کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے، پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا، گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں، سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ، باوجود یہ کہ الفاظِ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں۔ جیسا اس کا منکر کافر ہے، ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔‘‘ (تحذیر الناس، ص:۱۰۹، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند)

علماء امت کی ان تصریحات کی روشنی میں تو قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں ہی، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی بھی خود کو اور اپنے پیروؤں کو مسلمانوں سے الگ سمجھتے تھے، چنانچہ ان کے بیٹے اور دوسرے قادیانی پیشوا مرزا محمود نے کہا: ’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفاتِ مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار ’’الفضل‘‘ قادیان، ج:۱۹، نمبر:۱۳، مؤرخہ:۳۰ر جولائی ۱۹۳۱ء)

یہی وجہ تھی کہ مرزا قادیانی مسلمان امام کے پیچھے نماز پڑھنا، مسلمانوں سے رشتے کرنا، ان کی نماز جنازہ پڑھنا حتی کہ مسلمانوں کے نابالغ بچہ کا جنازہ پڑھنا بھی حرام جانتے تھے۔ (تذکرہ، ص:۳۱۸۔ انوارِ خلافت، ص:۹۳۔ سلسلۂ احمدیہ، ص:۸۴، ۸۵) چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی نے بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کے جنازہ میں موجود ہونے کے باوجود شرکت نہ کی اور ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ جب ان سے اس بابت سوال ہوا تو کہا کہ: ’’مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر۔‘‘

(رپورٹ تحقیقی عدالت پنجاب، ص:۲۱۲، زمیندار لاہور، ۸ر فروری ۱۹۵۰ء، ٹریکٹ ۲۲ بعنوان ’’احراری علماء کی راست گوئی کا نمونہ‘‘)

قادیانیوں کے خود کو مسلمانوں سے الگ سمجھنے کی بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ تقسیم ہند کے وقت ضلع گورداسپور جہاں مسلمان ۵۱ فیصد اور غیر مسلم ۴۹ فیصد تھے اور اس رو سے یہ علاقہ پاکستان میں شامل ہونا چاہئے تھا، لیکن قادیانیوں نے باؤنڈری کمیشن کو باقاعدہ درخواست پیش کر کے یہ مؤقف اختیار کیا کہ ہمیں مسلمانوں میں نہ گنا جائے۔ چنانچہ مسلمان ۴۹ فیصد اور غیر مسلم ۵۱ فیصد ہوگئے اور یہ علاقہ مسلم اکثریتی علاقہ ہونے کے باوجود ہندوستان میں شامل کر دیا گیا۔ اس فیصلہ سے پاکستان کو جغرافیائی سطح پر جو نقصان ہوا، سو ہوا اور کشمیر کا قضیہ لاینحل شکل اختیار کر گیا، لیکن دوسری جانب یہ اچھی طرح عیاں ہوگیا کہ قادیانی خود کو مسلمانوں میں سے نہیں گردانتے اور اپنی الگ شناخت کے خواہاں ہیں۔

قادیانیوں کا امت مسلمہ سے علیحدہ شناخت قائم کرنا اور ایسے نظریات اختیار کرنا جو وحدتِ اسلامی کے لئے نقصان دہ تھے، ان باتوں کو بہت پہلے مصورِ پاکستان، شاعرِ مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے بھانپ لیا تھا۔ یوں تو برصغیر کے تمام ہی مکاتبِ فکر کے علمائے کرام، دینی جماعتوں کے قائدین اور عام مسلمان، قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بنا پر اسلام سے باہر سمجھتے تھے اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں مجلس احرار اسلام کا قافلہ اس فتنہ کے تعاقب میں شب و روز مصروفِ عمل تھا، لیکن انگریز حکومت کا چوں کہ یہ خود کاشتہ پودا تھا، اس لیے سرکارِ انگلستان ’’لڑاؤ اور حکومت کرو!‘‘ کے شیطانی اصول پر عمل پیرا ہو کر مسلمانوں میں فرقہ وارانہ جھگڑے پیدا کرنے اور انہیں مذہبی اختلافات میں الجھائے رکھنے کی غرض سے اس مسئلہ کے پُرامن حل پر آمادہ نہیں تھی۔ چناں چہ حکومت سے سب سے پہلے یہ مطالبہ شاعرِ مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے کیا کہ قادیانیوں/مرزائیوں/غلام احمدیوں

کوغیر مسلم قرار دیا جائے۔

علامہ اقبالؒ قادیانیوں کو کیا سمجھتے تھے' وہ آپ کی اس تحریر سے عیاں ہے: ''ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بے زار ہوا جب ایک نئی نبوت' بانی' اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا، بعد میں یہ بے زاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی، جب میں نے تحریک (قادیانیت) کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔'' اور آپ قادیانیت سے اس حد تک بے زار ہوگئے کہ اسے یہودیت کا چربہ قرار دیا۔ (دیکھئے: حرفِ اقبال، ص:۱۲۳) آپ قادیانیوں کو صرف غیر مسلم ہی نہیں بلکہ دین اسلام اور اپنے وطن کا غدار بھی سمجھتے تھے، پنڈت جواہر لعل نہرو کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں: ''میں اپنے ذہن میں اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہیں پاتا کہ قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔'' (کچھ پرانے خطوط، ج:۱، ص:۲۹۳) ایک موقع پر قادیانی حکمت عملی کا پردہ چاک کرتے ہوئے حضرت علامہؒ نے فرمایا: ''اس امر کو سمجھنے کے لئے کسی خاص ذہانت یا غور وفکر کی ضرورت نہیں ہے کہ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟'' (حرفِ اقبال، ص:۱۳۷-۱۳۸) چناں چہ آپ قادیانیوں کو مشورہ دیتے نظر آتے ہیں: ''میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں: یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کرلیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو، تاکہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔'' اس کے بعد آپ حکومت وقت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں: ''میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے، ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کردیا جائے۔'' (حرفِ اقبال، ص:۱۳۸)

ان حوالہ جات کی روشنی میں اچھی طرح واضح ہوگیا کہ علامہ محمد اقبال قادیانیوں کو دین ووطن کا غدار سمجھتے تھے اور انہیں مسلمانوں سے الگ کرنے کا سب سے پہلے مطالبہ آنجناب ہی نے کیا تھا، لیکن علامہ اقبال کا یہ مطالبہ سرکارِ انگلستان کے زیر تسلط ہندوستان میں تو پورا نہ ہوسکا، البتہ اس ''پیامِ اقبال کی بسم اللہ'' مملکتِ خداداد پاکستان کے مقدر میں تھی، جس کے نقش گر بھی آں موصوف ہی تھے۔ چنانچہ فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے تحریکیں چلیں، صعوبتوں کی گھاٹیاں عبور ہوئیں، شہادتوں کی داستانیں رقم کی گئیں، جیلیں بھریں، پھانسی گھاٹ سجے، ۱۹۵۳ء کی ختم نبوت تحریک میں دس ہزار مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا، پھر ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر قادیانی درندوں کے ہاتھوں مسلمانوں پر ظلم وستم اور جبر وقہر کے پہاڑ توڑ دیئے گئے، جس کے نتیجہ میں ملک گیر تحریک چلی، قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں قادیانی سربراہ مرزا ناصر اور لاہوری جماعت کے پیشوا پر جرح ہوئی، انہیں اپنا مؤقف کھل کر پیش کرنے کا موقع دیا گیا، بالآخر ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کو تمام اراکین اسمبلی کا متفقہ فیصلہ وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو شہیدؒ نے سنایا، قادیانی غیر مسلم قرار پائے اور علامہ اقبالؒ کے دیرینہ خواب کی تکمیل ہوئی۔

آج اگر ہم ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کے اس فیصلہ کو پیامِ اقبال کی ''بسم اللہ'' اور ''بانگِ درا'' کی تکمیل قرار دیں تو شاید بے جا نہ ہوگا کہ بہر حال! اقبالؒ و جناحؒ کے دیس میں قادیانیت کا یہی مقدر تھا۔ ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء ہم اسلامیانِ پاکستان پر خداوند تعالیٰ کے انعام کا دن ہے، بارگاہِ رسالت مآب میں سرخروئی کا دن ہے، شہدائے ختم نبوت کے خون کے رنگ لانے کا دن ہے، تمام مکاتبِ فکر کے علماء وقائدین کی محنتوں اور قربانیوں کے ثمرآور ہونے کا دن ہے، اس مبارک دن کے موقع پر ہم بارگاہِ خداوندی میں سجدۂ شکر بجالاتے ہیں اور یہ عہد کرتے ہیں کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں وقف کردیں گے انشاء اللہ! اللہ تعالیٰ توفیق عمل نصیب فرمائیں۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم!

وصلّی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

قادیانیت

اسلام کے متوازی مذہب!

جناب خالد محمود، سابق یوئیل کنڈن

اسلام کی بنیاد توحید اور آخرت کے علاوہ جس اساسی عقیدے پر ہے، وہ یہ ہے کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت اور رسالت کے مقدس سلسلے کی تکمیل ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی شخص کسی بھی قسم کا نبی نہیں بن سکتا اور نہ آپ کے بعد کسی پر وحی آسکتی ہے اور نہ ایسا الہام جو دین میں حجت ہو۔ اسلام کا یہی عقیدہ ”عقیدۂ ختم نبوت“ کے نام سے معروف ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے لے کر آج تک پوری امت مسلمہ کسی ادنیٰ اختلاف کے بغیر اس عقیدے کو جزو ایمان قرار دیتی آئی ہے۔ قرآن کریم کی بلا مبالغہ بیسیوں آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سینکڑوں احادیث اس کی شاہد ہیں۔ یہ مسئلہ قطعی طور پر مسلّم اور طے شدہ ہے اور اس موضوع پر بے شمار مفصل کتابیں بھی شائع ہوچکی ہیں۔

یہاں ان تمام آیات اور احادیث کو نقل کرنا غیر ضروری بھی ہے اور موجب تطویل بھی، البتہ یہاں جس چیز کی طرف بطور خاص توجہ دلانا ہے وہ یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیدۂ ختم نبوت کی سینکڑوں مرتبہ توضیح کے ساتھ یہ پیشگی خبر بھی دی تھی کہ:

”لاتقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریباً من ثلاثین کلھم یزعم انه رسول اللہ۔“ (صحیح بخاری، ج:۲، ص:۱۰۵۴، کتاب الفتن اور صحیح مسلم، ج:۲، ص:۳۹۷ کتاب الفتن)

ترجمہ: ”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس کے لگ بھگ دجال اور کذاب پیدا نہ ہوں، جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔“

نیز ارشاد فرمایا تھا کہ:

”انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔“ (ابوداؤد، ج:۲، ص:۲۳۴، باب الفتن اور ترمذی، ج:۲، ص:۴۵، ابواب الفتن)

ترجمہ: ”قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد پیدا ہونے والے مدعیان نبوت کے لئے ”دجال“ کا لفظ استعمال فرمایا ہے، جس کے لفظی معنی ہیں ”شدید دھوکا باز“ اس لفظ کے ذریعے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری امت کو خبردار فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو مدعیانِ نبوت پیدا ہوں گے وہ کھلے لفظوں میں اسلام سے علیحدگی کا اعلان کرنے کے بجائے دجل وفریب سے کام لیں گے اور اپنے آپ کو یتن ظاہر کرکے نبوت کا دعویٰ کریں گے اور اس مقصد کے لئے امت کے مسلّمہ عقائد میں ایسی کتر بیونت کی کوشش کریں گے جو بعض ناواقفوں کو دھوکے میں ڈال سکے۔ اس دھوکے سے بچنے کے لئے امت کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ میں خاتم النبیین ہوں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا موقف، ص:۳۲،۳۳)

لیکن تاریخ انسانی نے جہاں اور بہت سارے فتنے دیکھے ان میں ایک شدید ترین فتنہ مرزا قادیانی کی بدترین شکل میں ظاہر ہوا، جس نے مختلف وقتوں میں اپنے لئے مختلف جھوٹے دعوے کئے، یعنی ۱۸۸۰ء میں ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ ۱۸۸۲ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا، ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا، ۱۸۹۹ء میں ظلی بروزی نبوت کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۱ء میں مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے علاوہ بھی مرزا قادیانی کے عجیب وغریب دعوے ریکارڈ پر موجود ہیں۔

(دیکھیں کتاب آئینہ قادیانیت، ص:۱۹۹)

مرزا قادیانی نے (معاذ اللہ) اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کن کن الفاظ میں کیا، اس کی ایک

جھلک آپ مرزا قادیانی کے اس خط میں دیکھ سکتے ہیں جو اس نے ۲۳؍مئی ۱۹۰۸ء کو ''اخبار عام'' کو لکھا تھا۔مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کرسکتا ہوں؟ میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔'' (اخبار عام، ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء منقول از حقیقۃ النبوۃ مرزا محمود، ص:۲۷۱ و مباحثہ راولپنڈی، ص:۱۳۶، انوار العلوم، ج:۲، ص:۵۸۱)

مرزا قادیانی کا یہ آخری خط تین دن بعد ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام میں شائع ہوا اور ٹھیک اسی دن مرزا قادیانی ہیضہ کی موت کو گلے لگا کر اپنے عبرتناک انجام کی طرف روانہ ہوگیا، اپنی موت سے پہلے مرزا قادیانی اپنے ماننے والے مرزائیوں کو مسلمانوں کے بارے میں یہ حکم بھی دے گیا تھا جس کو اس کے بیٹے مرزا محمود خلیفہ قادیان نے ان الفاظ میں بیان کیا کہ:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔آپ نے فرمایا: یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔'' (خطبۂ جمعہ مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ۳۰؍جولائی ۱۹۳۱ء، ج:۱۹، نمبر۱۳)

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا ہے کہ ان کا (یعنی مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا (یعنی قادیانیوں کا) اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا خدا اور، ہمارا حج اور ہے ان کا حج اور، اسی طرح ان سے (مسلمانوں سے) ہر بات میں اختلاف ہے۔'' (الفضل قادیان، ۲۱؍اگست ۱۹۱۷ء، ج:۵، نمبر۱۵، ص:۸، کالم:۱)

یہی وجہ ہے کہ ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی میں قادیانیت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے، اس وقت کے اٹارنی جنرل آف پاکستان یحییٰ بختیار صاحب کو یہ کہنا پڑا کہ:

''مزید یہ کہ میں نے مرزا ناصر احمد سے علیحدگی پسندی کا رجحان رکھنے کے متعلق بار بار سوال کیا۔وجہ یہ تھی کہ میں اسے پورا پورا موقع دینا چاہتا تھا کہ وہ واضح کرے کہ احمدیوں یا قادیانیوں میں اس قسم کا کوئی رجحان نہیں ہے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ احمدیوں کے ہاں ایک متوازی نظام موجود ہے۔ بعینہٖ اسی طرح جیسا کہ عیسائیت اور اسلام میں ہے۔ احمدیت کا اسلام کے مقابلے میں متوازی نظام موجود ہے اور یہ ساتھ ساتھ چلتا ہے۔مرزا صاحب اپنی ایک الگ امت بنا رہے تھے۔اس کی ایک اور مثال ہے۔ ۱۹۰۱ء میں مرزا صاحب نے اپنے پیروکاروں کو مردم شماری میں ایک الگ فرقے کے طور پر رجسٹر کروانے کا حکم دیا جو کہ اپنے آپ کو ''احمدی مسلم'' کہتے تھے۔جناب والا! مرزا بشیر الدین محمود احمد نے کہا تھا اور یہ بات میں نے مرزا ناصر احمد کو بطور حوالہ پیش کی تھی کہ: ''ہمارا اللہ، ہمارا نبی، ہمارا قرآن، ہماری نماز، ہمارا حج، ہمارا روزہ، ہماری زکوٰۃ، غرض ہماری ہر چیز دوسرے مسلمانوں سے مختلف ہے۔'' (اٹارنی جنرل آف پاکستان یحییٰ بختیار کا بیان، ص:۸۰،۸۱)

مرزا قادیانی اور اس کے خلیفوں کا خود کو معاشرتی اور مذہبی حیثیت سے اہل اسلام سے علیحدہ ایک گروہ اور فرقہ بتانا، اس لئے بھی ضروری تھا کہ سرکار انگریزی کے زیر سایہ پروان چڑھنے والا ''خود کاشتہ پودا'' مرزا قادیانی اور اس کے خلیفے اور ماننے والے جانتے تھے کہ وہ کبھی بھی مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کے دعوؤں اور خلیفہ کی حیثیت سے اپنے خود ساختہ الہاموں کے ساتھ مسلم ماحول اور معاشرے میں رہ نہ پائیں گے، یہی وجہ ہے کہ قادیانی آج بھی مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے اپنے شناخت ظاہر نہیں کرتے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے ہندوستان کی تقسیم کے وقت اپنے انگریز آقاؤں سے یہ تقاضا اور مطالبہ کردیا تھا کہ ان کو (عیسائیوں اور پارسیوں کی طرح) مسلمانوں سے علیحدہ تسلیم کیا جائے۔

چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود کہتا ہے کہ:

''میں نے اپنے نمائندے کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو، اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں، جس طرح ان کے حقوق

علیحدہ تسلیم کیے گئے ہیں، اسی طرح ہمارے بھی کیے جائیں۔تم ایک پارسی پیش کردو، اس کے مقابلے میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔" (مرزا بشیرالدین محمود کا بیان مندرجہ الفضل قادیان،۱۳؍نومبر۱۹۴۶ء)

مرزا بشیرالدین محمود کے مذکورہ بالا الفاظ اصل میں مرزا قادیانی اوراس کے ماننے والوں کی وہ دیرینہ خواہش تھی،جس کو سرکاری سطح پر ۷؍ستمبر۱۹۷۴ء کے دن پاکستان کی قومی اسمبلی کے ذریعہ بڑی آن بان اورشان کے ساتھ پورا کردیا گیا تھا اور قادیانیت کے ناسور کو اسلام اور اہل اسلام کے پاکیزہ وجود سے علیحدہ کرکے عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں، پارسیوں اور دیگر غیرمسلم اقلیتوں کی طرح غیرمسلم اقلیت قراردے کر قانون میں باقاعدہ ان کے حقوق کا تحفظ کیا گیا، جیسا کہ قادیانیوں کا خلیفہ مرزا بشیرالدین محمود بھی اپنے اور اپنی جماعت کے لئے مسلمانوں سے علیحدہ شناخت اوراقلیت ہونا چاہتا تھا؟ مگرافسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قادیانیت کے مطالبہ پر جب ان کو اہل اسلام نے علیحدہ شناخت دے کرغیرمسلم اقلیت قراردے دیا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اہل اسلام کی جانب سے اس احسان مندی کے جواب میں قادیانی قوم آج بھی دنیا بھر کے مسلمانوں، خصوصاً پاکستان کے مسلمانوں، علمائے کرام اوروجود پاکستان کو مرزا قادیانی کی زبان استعمال کرتے ہوئے بدترین گالیاں دیتے اورسازشیں کرتے نظر آتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قادیانی قوم کو عقل اور ہدایت نصیب فرمائے، آمین ثم آمین۔وما توفیقی الا باللہ۔ ☆☆

ہم لوگ

پابندیٔ آدابِ وفا کرتے ہیں ہم لوگ — سرکار پہ جان اپنی فدا کرتے ہیں ہم لوگ
سرکار مدینہ کی محبت سے نوازا — تونے ہمیں اصحابؓ کی الفت سے نوازا
اللہ ترا شکر ادا کرتے ہیں ہم لوگ — پابندیٔ آدابِ وفا کرتے ہیں ہم لوگ
صدیقؓ سے فاروقؓ سے عثمانؓ و علیؓ سے — پایا ہے محبت کا سبق ہم نے سبھی سے
پیغام محبت کا دیا کرتے ہیں ہم لوگ — پابندیٔ آدابِ وفا کرتے ہیں ہم لوگ
یہ بات بدلتے ہوئے تیور سے عیاں ہے — اغیار پہ اصحابؓ کی تعریف گراں ہے
جیسے یہ سمجھتے ہیں، خطا کرتے ہیں ہم لوگ — پابندیٔ آدابِ وفا کرتے ہیں ہم لوگ
کردار صحابہؓ کا زمانے کو بتائیں — اصحابؓ کی تعریف میں اشعار سنائیں
یہ فرض تو سب کا ہے، ادا کرتے ہیں ہم لوگ — پابندیٔ آدابِ وفا کرتے ہیں ہم لوگ
اصحابؓ کی توہین نہیں ہم کو گوارا — اصحابِ گرامیؓ پہ تبرے کے علاوہ
ہر ظلم کو برداشت کیا کرتے ہیں ہم لوگ — پابندیٔ آدابِ وفا کرتے ہیں ہم لوگ
بھولیں گے ہمیں پھول نہ زہرا کے چمن کے — ہم چاہنے والے ہیں حسینؓ اور حسنؓ کے
ذکران کا شب وروز کیا کرتے ہیں ہم لوگ — پابندیٔ آدابِ وفا کرتے ہیں ہم لوگ
ایمان کی دولت نہ لٹیرا کوئی لوٹے — اصحابؓ کا دامن کبھی ہاتھوں سے نہ چھوٹے
ہروقت یہی دل سے دعا کرتے ہیں ہم لوگ — پابندیٔ آدابِ وفا کرتے ہیں ہم لوگ
کچھ بھی دل بیتاب پہ رہتا نہیں قابو — آنکھوں میں فراہیم چھلک آتے ہیں آنسو
جب ذکر شہ کرب و بلا کرتے ہیں ہم لوگ
پابندیٔ آدابِ وفا کرتے ہیں ہم لوگ

فراہیم کانپوری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے

مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۱۳،۱۴/اگست کو دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی مختلف نشستوں کی صدارت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی۔

اجلاس میں مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا عزیز الرحمن ثانی لاہور، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا مختار احمد میرپور خاص، مولانا ظفر اللہ سندھی لاڑکانہ، مولانا اسحق ساقی بہاول پور، مولانا محمد وسیم اسلم، مولانا محمد انس ملتان، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا عبدالحکیم نعمانی ساہیوال، مولانا محمد قاسم بہاول نگر، مولانا محمد خبیب ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا عبدالرشید غازی فیصل آباد، مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ، مولانا فضل الرحمن شیخوپورہ، مولانا خالد عابد سرگودھا، مولانا محمد نعیم خوشاب، مولانا محمد قاسم منڈی بہاؤالدین، مولانا محمد ساجد بھکر، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازی خان، مولانا محمد حمزہ لقمان علی پوری اور مولانا محمد طارق راولپنڈی نے شرکت کی۔

اجلاس میں گزشتہ سہ ماہی میں وفات پانے والے علمائے کرام، مشائخ عظام اور جماعتی رفقاء کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔

اجلاس میں فیصلہ طے کیا گیا کہ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، کی یاد میں یکم سے ۱۰/ستمبر ۲۰۲۰ء عشرہ ختم نبوت منایا جائے گا۔ ملک بھر میں سیمینارز، کنونشن، اجتماعات اور کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۲۲،۲۳/اکتوبر کو حسب سابق جامعہ ختم نبوت چناب نگر میں منعقد ہوگی۔ اجلاس میں کانفرنس کی دعوت کے لئے مولانا صاحبزادہ عزیز احمد کی سربراہی میں کمیٹی تشکیل دی گئی جو تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، مشائخ عظام، دینی و سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں، ایم این ایز، ایم پی ایز اور سینٹر حضرات کو دعوت دے گی۔ کمیٹی میں مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمن ثانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی شامل ہوں گے۔ کمیٹی نے مدعوین کی فہرست بھی تیار کرلی۔

☆...... کانفرنس کی منتظمہ کا اجلاس ۸/اکتوبر کو جامعہ ختم نبوت چناب نگر میں منعقد ہوگا۔

☆......مجلس کے شعبہ تبلیغ میں آنے والے ساتھیوں کی تقرری کے لئے مولانا اللہ وسایا کی سربراہی میں کمیٹی تشکیل دی گئی، جس کے ممبران شیخ الحدیث مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا عزیز الرحمن ثانی لاہور اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ہوں گے۔

☆...... اجلاس میں لٹریچرز، اسٹیکرز، ختم نبوت چارٹ کی اشاعت کی منظوری کے علاوہ کئی ایک انتظامی فیصلے کئے گئے۔

☆......گزشتہ اجلاس میں جامعہ ختم نبوت چناب نگر کے فاضل مولانا محمد سلمان کو عارضی طور پر تین ماہ کے لئے بہاولنگر میں معاون مبلغ مقرر کیا گیا، انہیں ہدایت کی گئی کہ وہ تین ماہ مزید مولانا مفتی محمد راشد مدنی سے تربیت لیں۔

☆...... حالات خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں، مبلغین اپنا تبلیغی نظام نئی حکمت عملی کے تحت جاری رکھیں گے۔

☆...... چناب نگر میں دعوت وارشاد کے ایک سالہ کورس میں پندرہ علماء کرام کے داخلہ کی منظوری دی گئی۔ جو وفاق المدارس العربیہ کے امتحان میں کم از کم جید جداً میں پاس ہوں اور داخلہ کے لئے معیار مقرر کیا گیا، ان کا تعلیمی سلسلہ ۱۵/اگست سے شروع ہوچکا ہے۔ متعلقہ انچارج کو ہدایت کی گئی کہ وہ احتیاطی تدابیر کے ساتھ اسباق، مطالعہ کا نظام قائم کریں۔

اجلاس میں مختلف اسمبلیوں کی قراردادوں کا خیر مقدم کیا گیا، جن میں یہ تجویز کیا گیا تھا کہ سرور دوعالم ﷺ کے نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ کے ساتھ خاتم النبیین کے الفاظ لکھے اور پڑھے جائیں نیز محکمہ تعلیم سے مطالبہ کیا گیا کہ پریپ اور نرسری سے لے کر ایم اے تک کے نصاب میں

لفظ خاتم النبیین کو درج کیا جائے۔

پنجاب اسمبلی کے بنیاد اسلام بل کا خیر مقدم کیا گیا اور کہا گیا کہ ملک میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی برقرار رکھنے کے لئے تمام مسالک اور جماعتوں کے قائدین اپنی اپنی جماعتوں کے مقررین، خطباء اور ذاکرین کو پابند کریں کہ وہ اپنے بیانات میں صحابہ کرام، اہل بیت عظام ؓ اور مقدس شخصیات سے متعلق کوئی نازیبا الفاظ نہ کہیں۔ جن کی وجہ سے دوسرے مکاتب فکر کے لوگوں میں اشتعال پیدا ہو اور اگر کوئی خطیب کوئی نازیبا الفاظ کہیں تو اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ گستاخان رسول کے خلاف عدالتی فیصلوں کو عملی جامہ پہنایا جائے، تاکہ کسی نوجوان کو قانون ہاتھ میں لینے کی جرأت نہ ہوسکے۔ اجلاس میں کہا گیا کہ جب عدالتی فیصلوں کو پس پشت ڈالا جاتا ہے تو پھر ملک ممتاز حسین قادری، فیصل خالد جیسے نوجوان گستاخان رسول کو خود کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے ہتھیار اٹھاتے ہیں۔

دو درجن سے زائد مبلغین نے ملتان کی مختلف مساجد میں جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے خطاب کیا اور حاضرین کو ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ کیا۔☆☆☆

علامہ ارشد حسن ثاقبؒ کی وفات

علامہ ارشد حسن ثاقبؒ اٹک کے رہنے والے تھے۔ لاہور پڑھنے کے لئے آئے تو لاہوری بن کر رہ گئے۔ موصوف ایک اچھے عامل بھی تھے۔ صرف عامل ہی نہیں بلکہ عامل گر تھے۔ سوشل میڈیا پر ان کے کئی ایک لیکچر سننے کا اتفاق ہوا۔ بندہ جب ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک لاہور میں مبلغ رہا۔ اس دور میں قادیانیوں نے لاہور ہائیکورٹ، شریعت کورٹس اور دوسری عدالتوں میں کیس کر رکھے تھے۔ ۲۳؍مارچ ۱۹۸۹ء کو انہوں نے اپنی جھوٹی جماعت کا سو سالہ جشن منانے کا اعلان کیا۔ اس کے لئے چناب نگر میں وسیع تر انتظامات کئے گئے، چناب نگر کے درودیوار کو خوب سجایا گیا۔ قادیانی جماعت کے لیڈروں کے اقوال پر مشتمل پینافلیکس، بینرز، کتبے بنائے گئے۔ بجلی کا وسیع تر انتظام کیا گیا۔ اگر بجلی چلی جائے تو ہیوی قسم کے جنریٹرز، مٹی کے دیوں کا ہزاروں کی تعداد میں انتظام کیا گیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس پر تمام دینی و سیاسی جماعتوں پر مشتمل مجلس عمل کے احیاء کا اعلان کیا، بلکہ تشکیل تک کر دی۔ مجلس کے زعماء مولانا خدا بخشؒ، مولانا فقیر محمدؒ، صاحبزادہ طارق محمودؒ، ڈپٹی کمشنر جھنگ کو ملے، جس نے پابندی عائد کر دی۔

قادیانی لاہور کے قریب ''ہانڈو'' نامی گاؤں میں گئے، وہاں کے مسلمان زمینداروں سے کئی ایک مربع زمین عارضی طور پر ٹھیکہ پر لی تاکہ وہاں متبادل پروگرام کیا جاسکے، اس پر بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مجلس عمل کے راہنماؤں نے مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام، مشائخ عظام، مساجد کے خطباء سے ملاقاتیں کیں، تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، مشائخ عظام نے اس پر بھرپور صدائے احتجاج بلند کی۔ گورنمنٹ پنجاب نے ہانڈو میں بھی ان کے پروگرام پر پابندی عائد کر دی۔ قادیانیوں نے لاہور ہائی کورٹ میں اس پابندی کے خلاف رٹ دائر کر دی۔ جناب جسٹس خلیل الرحمٰن خان کی عدالت میں کیس چلا، ان دنوں راقم کی ڈیوٹی لاہور میں تھی، ہر پیشی پر علماء کرام کو ہائی کورٹ کی عمارت میں لانا اور اس کے لئے تگ ودو کرنا، چنانچہ پیشی کے موقع پر علامہ ارشد حسن ثاقب بھی تشریف لاتے اور ہماری معاونت کرتے اور بھی کئی کیسوں میں ان کی تشریف آوری ہوتی رہتی۔ موصوف مولانا فضل الرحیم مدظلہ کے بھتیجے اور مولانا شاہد عبید کے ماموں تھے۔ نیز موصوف جامعہ اشرفیہ کے فاضل تھے، کچھ عرصہ جامعہ میں درجۂ کتب کے استاذ بھی رہے، صرف ونحو میں عبور حاصل تھا، اس عنوان پر کتابیں بھی لکھیں۔ اچھے مدرس کے ساتھ ساتھ اچھے خطیب بھی تھے، کچھ عرصہ جامعہ اشرفیہ لاہور کی جامع مسجد الحسن میں خطیب بھی رہے۔ ان کے خطاب کو سننے کے لئے لوگ دور دراز سے تشریف لاتے۔ جامعہ اشرفیہ کے بعد قرطبہ مسجد میں بھی خطیب رہے، پھر گلشن راوی میں چلے گئے اور جامعہ حسن الاسلامیہ کے نام سے اپنا ادارہ اور مسجد تعمیر کی۔ آج کل جامع مسجد الشفاء شاہ کمال لاہور میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ آخر عمر میں عملیات کی لائن اختیار کئے رکھی، انسانیت کی خدمت میں مصروف ہوگئے۔ حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے ۱۴؍اپریل ۲۰۲۰ء کو انتقال فرمایا اور اسی شام مغرب کی نماز کے بعد جامعہ اشرفیہ میں جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا فضل الرحیم مدظلہ کی اقتداء میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں علماء کرام، مشائخ عظام، حفاظ وقراء اور سینکڑوں سے متجاوز مسلمانوں نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور اچھرہ کے قبرستان شیر شاہ میں انہیں آہوں اور سسکیوں سے سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ پاک ان کی بال بال مغفرت فرمائیں اور کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

سالانہ پانچ روزہ

تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس، کراچی

چوتھی قسط

ضبط وترتیب: مولانا محمد قاسم، کراچی

چوتھا روز، ۲۸رجولائی بروز منگل: تلاوتِ قرآن کریم اور حاضری کے بعد مولانا مفتی محمد اسحاق مصطفیٰ (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کراچی) نے ''غامدی فتنہ کے نظریات اور اس کی حقیقت'' کے عنوان پر درس ارشاد فرمایا۔ آپ نے اپنی تمہید میں کہا کہ ہر فتنہ کی بنیاد چار چیزیں ہوا کرتی ہیں: (۱) جہالت ولاعلمی، (۲) تکبر و انانیت، (۳) بے ادبی وگستاخی، (۴) سماجی ماحول کے زیر اثر جدت پسندی کا جنون۔

علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر فتنہ کی تخلیق کا باعث بننے والے ان عناصر کا تجزیہ کریں، اور جب کسی فتنہ کو بھانپ لیں تو اس کا تعاقب بھی کریں۔ جب اہل علم کسی فتنہ کے آگے رکاوٹ کھڑی کریں گے تو اس کی رفتار دھیمی پڑ جائے گی۔

آپ نے فتنۂ غامدیت کے بانی مبانی ڈاکٹر جاوید احمد غامدی کا مختصر تعارف کرانے کے بعد کہا کہ موجودہ دور میں انکارِ حدیث کے فتنہ کی آبیاری کرنے میں آں موصوف پیش پیش ہیں، چناں چہ موصوف کا دعویٰ ہے کہ حدیث ظنی ہے اور ظنی چیز پر یقین نہیں کیا جاسکتا۔ غامدی صاحب کو سنت کی تعریف سے لے کر قرآن حکیم تک ہر چیز میں امت سے اختلاف ہے، پس وہ اس زعم میں مبتلا ہیں کہ دین کو اُن کے سوا کوئی سمجھ ہی نہیں سکا۔ ان کا طریقۂ واردات قرآن فہمی ہے، جس کی آڑ میں سنت کے دائرہ کو محدود کر دیا، خلفائے راشدینؓ کی سنت اور تعامل صحابہ کرامؓ کو جھٹلایا، اجماع امت کو ٹھکرادیا۔ پس نیچریت کا سہارا لے کر انہوں نے دین کو ماحول، ثقافت ومعاشرہ کے تابع کرنے کی کوشش کی ہے۔

حالاں کہ جان لینا چاہئے کہ ہم اہل سنت والجماعت مسلمانوں کے عقائد و شعائر میں یہ باتیں شامل ہیں: اسلام اللہ کا آخری دین ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، قربِ قیامت میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں نزول فرمائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و عمل سنت ہے اور اس کی اتباع ہم سب پر لازم ہے، سنتِ خلفائے راشدین بھی حجت ہے، صحابہ کرام معیارِ حق وصداقت ہیں، گستاخِ رسول کافر اور واجب القتل ہے، قرآن وحدیث کا وہی مفہوم معتبر ہوگا جو صحابہؓ وتابعینؒ نے سمجھا، اجماع امت حجت ہے، مرتد واجب القتل ہے، شادی شدہ زانی کی سزا رجم پر امت کا اجماع ہے، داڑھی منڈانے والے شخص کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے۔

بقولِ اقبالؒ: ''خود بدلتے نہیں، قرآں کو بدل دیتے ہیں'' کے مصداق غامدی صاحب کی گمراہی میں کوئی شک نہیں، بلکہ اگر غور کیا جائے تو غامدیت، قادیانیت کا چربہ معلوم ہوتی ہے۔

دوسرا سبق: ''فتنہ انجینئر مرزا محمد علی جہلمی'' کے بارہ ہمارے مہمان مفتی محمد مبشر صاحب (استاذ جامعہ باب الرحمت، گلشن حدید) نے اپنی گفتگو میں کہا کہ اس قسم کے فتنہ پرور لوگ بالواسطہ یا بلاواسطہ مستشرقین سے فیض یافتہ ہوتے ہیں۔ برطانیہ میں ایک مستشرق ہے جو پورے سال میں صرف ایک آدمی تیار کرتا ہے، پھر ایسے لوگ مسلمانوں کے عقائد میں تشکیک پیدا کرتے ہیں۔ اس لئے دین کے معاملات میں ہمیشہ ایسے علماء کرام سے رجوع کرنا چاہئے جن کے علم اور تقویٰ دونوں کی سند موجود ہو۔ اور جو ایسے نہ ہوں، جن میں ایک یہ شخص مرزا محمد علی بھی ہے، ان سے ہمیشہ بچ کے رہنا چاہئے۔

تیسرا سبق: ''سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق پائے جانے والے نظریات اور آپؑ کی حیات طیبہ'' کے اہم موضوع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے شرح وبسط کے ساتھ لیکچر دیتے ہوئے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق تین نظرئے پائے جاتے ہیں، چناں چہ یہودی آپؑ کو اللہ کا رسول ماننے سے انکاری تھے، آپ کو جھٹلاتے تھے، آپ پر اور آپ کی پاک دامن والدہ ماجدہ پر تہمت لگاتے تھے، حتیٰ کہ آپ کی جان کے دشمن ہوگئے اور قتل کرنے کی سازش کی۔ جس کی تفصیل احادیث میں مذکور ہے۔ لیکن اللہ

نے آپ کو سلامت اٹھالیا۔اب اکثر یہود کا دعویٰ یہ ہے کہ پہلے قتل کیا پھر سولی دی اور بعض یہود کہتے ہیں کہ پہلے سولی دی پھر قتل کیا۔ بہر حال! نفسِ قتل پر دونوں طبقے متفق ہیں۔

دوسرا نظریہ نصاریٰ کا ہے، جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں، یہودیوں نے آپ کو سولی چڑھا کر قتل کر دیا۔ان کا سولی چڑھ جانا ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے۔

لیکن قرآن نے یہود و نصاریٰ کے تمام دعاوی کو یکسر جھٹلا دیا اور تاکید کے ساتھ قتل وصلب دونوں کی نفی کی اور آسمانوں پر اٹھائے جانے کی خبر دی ہے۔

تیسرا نظریہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے، جو قرآن وسنت سے ماخوذ ہے، اور وہ یہ ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی مریم سلام اللہ علیہا بنی اسرائیل کے برگزیدہ و نیک انسان جناب عمران اور نیک صالح خاتون حنہ کی صاحبزادی تھیں، انہی حضرت مریم کے بطن مبارک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بذریعہ نفخۂ جبرئیل اللہ کے حکم کے موافق پیدا ہوئے۔قوم نے حضرت مریم پر اس بابت تہمت لگائی تو حضرت عیسیٰ نے اللہ کے حکم سے ماں کی گود میں کلام کیا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی اسرائیل کی جانب رسول بنا کر مبعوث کیا، جب یہود آپ کے قتل کے درپے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمانوں پر زندہ اٹھالیا۔آپ قربِ قیامت میں نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے، چالیس سال دنیا میں قیام فرمائیں گے، نکاح کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی ، پھر آپ کا انتقال ہوگا ، مسلمان آپ کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے اور روضۂ اقدس میں مدفون ہوں گے۔

۱۸۹۰ء تک مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی مسلمانوں والا نظریہ تھا، ۱۸۹۱ء میں اس کے خاص دوست اور خلوت وجلوت کے ساتھی ابلیس لعین کے مشورے پر اس کے دماغ میں خود کے مسیح ہونے کا سودا سمایا اور اس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کردیا، جس کا بطلان واضح ہے۔

چوتھا سبق: آج کے روز آخری سبق کا عنوان تھا: ”لفظ: خاتَم، خلت، توفی، رفع، اور نزول کی تحقیق“۔اس عنوان پر ہمارے انتہائی قابل قدر مہمان، دارالعلوم کراچی کے استاذ الحدیث مولانا اعجاز احمد صمدانی صاحب مدظلہ نے جو علمی گفتگو فرمائی‘ اس کا لب لباب یہ تھا کہ: آیات کریمہ اور احادیث شریفہ کا مطلب لینے کے لحاظ سے لوگوں کی مختلف قسمیں ہیں۔ایک وہ ہیں جو آیات واحادیث کا وہ مطلب لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا، یہ ہیں مسلمان۔دوسرے وہ ہیں جو کتاب اللہ اور حدیثِ رسول کو مانتے تو ہیں لیکن مطلب اپنی مرضی کا لیتے ہیں، یہ ہیں ملحد۔تیسرے وہ ہیں جو قرآن وسنت کو سرے سے ہی جھٹلا دیتے ہیں، یہ کافر ہیں۔جبکہ چوتھا طبقہ وہ ہے جو قرآن وسنت کو مانتے تو نہیں ہیں کہ لیکن قرآن وسنت کے علوم میں مہارت حاصل کرکے ان کی من چاہی تشریح کرتے ہیں، یہ لوگ مستشرقین کہلاتے ہیں۔ملحدین انہی مستشرقین سے علم حاصل کرتے ہیں۔مرزا غلام احمد قادیانی انتہائی نالائق وجاہل تھا، اس کی کتابیں دیکھ کر لگتا ہے کہ اس کے علوم اسی درس گاہِ استشراق میں شرفِ تلمذ تہ کرنے سے حاصل ہوئے تھے۔شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم نے ایک بار فرمایا: ”مجھے تو لگتا ہے کہ مرزا قادیانی کو براہِ راست ابلیس آ کر سکھاتا تھا!“

اس کے بعد آپ نے مذکورہ بالا الفاظ میں قادیانی تحریف کے تاروپود بکھیرتے ہوئے قرآن وسنت کی روشنی میں وہی معانی بیان فرمائے جو چودہ صدیوں سے امت میں معروف چلے آرہے ہیں۔ تفصیلات کتابوں میں درج ہیں۔ (جاری ہے)

انبیاءؑ ہیں وجہِ رحمت اور رحمت آپ ﷺ ہیں
آمنہ کا خواب، عیسیٰؑ کی بشارت آپ ﷺ ہیں
سیّد اولادِ آدمؑ، فخرِ خلقت آپ ﷺ ہیں
زیب دیتا ہے جسے تاجِ شفاعت آپ ﷺ ہیں
دوجہاں کی دولتیں پاسنگ بھی جس کا نہیں
گوہرِ نایاب وہ دُرِّ محبت آپ ﷺ ہیں
چاند دو ٹکڑے ہوا تائید میں جس ذات کی
وہ امام الانبیاءؑ شانِ رسالت آپ ﷺ ہیں

لئیق احمد بارہ بنکوی

توفی سے متعلق قادیانی سوال کا جواب!

مولانا عبدالحکیم نعمانی

قادیانی سوال:

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے توفی کا مطلب جسمانی آسمان پر جانا ہے تو رسول پاکﷺ کے لئے لفظ توفی (سورۃ یونس) کا یہ معنی کیوں نہیں؟

اجمالی جواب:

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رسول پاکﷺ کے لئے توفی کا مطلب موت ہے تو مرزا قادیانی نے ایک جگہ ''پوری نعمت دینا'' خزائن جلد۱، صفحہ۶۲۰، اور دوسری جگہ ''لعنتی اور ذلت کی موت سے بچانا'' خزائن جلد۱۲، صفحہ۲۳ اور تیسری جگہ ''اتمام نعمت'' مکتوبات احمد جلد۱، صفحہ۵۸۲ معنی کیوں کئے؟۔

قرآن کریم میں ہرجگہ ''الـنـــــاس'' کا مطلب لوگ لیکن مرزا قادیانی کے نزدیک صرف ایک آیت ''کـنـتـم خیـر امۃ اخـرجـت لـلـنـاس'' میں ''الـنـاس'' کا مطلب ''دجال'' کیوں کیا؟

قرآن میں ہرجگہ ''ضال، ضل، یضل'' کا مطلب گمراہ یا گمراہ ہونا ہے۔لیکن صرف ایک جگہ سورۃ الضحیٰ میں ''ضـــالا'' کا مطلب ''تلاش میں سرگرداں'' (ترجمہ مرزا طاہر احمد) کیوں؟

جب ان تین باتوں کا جواب آئے گا تو ہم اپنے جواب کا اگلا حصہ پیش کریں گے کہ کہیں توفی کا مطلب روح مع جسم لینا اور کہیں موت کیوں ہے۔

تفصیلی جواب:

قرآن سے تَوَفّی کے معنی: تَوَفّی کے لغوی معنی ''پورا پورا لینا'' ہیں۔قرآن مجید کی سورۃ آل عمران میں فرمایا گیا:

''و انّـمـا تـوفّـون اجورکم یوم القیامۃ.'' (آل عمران:۵۸۱)

ترجمہ: ''اور تم اپنے اجر قیامت کے دن پورے پورے پالو گے۔''

''یـوم تـاتـی کـلّ نفسٍ تجادل عن نَفسھـا و تـوفّـی کلّ نفسٍ مّا عملت و ھم لا یظلمون.'' (النحل:۱۱۱)

ترجمہ: ''جس دن ہر شخص اپنی ذات جھگڑنے کے لئے آئے گا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

اپنے ان لغوی معنی کے علاوہ بھی یہ لفظ قرآنی آیات میں دوسرے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔مثلاً:

''اللہ یتوفی الانفس حین موتھا و التـــی لـــم تـــمـــت فـــی منـــامـھـــا.'' (الزمر:۲۴)

ترجمہ: ''اللہ روحوں کو قبض کرلیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی ان کی سوتے وقت''۔

اس آیت میں تَـوَفّـی بمعنی ''قبض روح'' استعمال ہوا ہے۔لیکن اصطلاحاً یہ لفظ موت کے لئے بھی استعمال ہوا ہے، جیسا کہ سورۃ یونس میں فرمایا گیا: ''ولٰـکـن اعبد اللہ الّذی یتوفّٰکم'' (یونس:۴۰۱) ''بلکہ میں تو اس رب کی بندگی کرتا ہوں جو تمہیں موت دیتا ہے۔''

تو معلوم ہوا کہ ان کے لغوی معنی تو ''پورا پورا لینا'' ہیں، لیکن مجازاً یہ ''قبض روح'' اور اصطلاحاً ''موت'' کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔لیکن ان کے حقیقی معنی موت کے نہیں۔جیسا کہ قرآن کی آیت سے واضح ہے:

''والّٰتـــی یـــاتـیـن الفـاحشۃ من نّسـائـکـم فـاستشھدوا علیھن اربعۃً مّنـکـم فـان شھـدوا فامسکوھنّ فی البیـــوت حتّٰـی یتوفّٰھن الـمـوت او یجعل اللہ لھنّ سبیلاً.'' (النساء:۵۱)

ترجمہ: ''اور تمہاری عورتوں میں سے جو کوئی بدکاری کی مرتکب ہوں تو ان پر اپنے میں سے چار کی گواہی لاؤ اور اگر وہ گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھر میں قید رکھو یہاں تک کہ موت ان کا معاملہ پورا کردے یا اللہ ان کے لئے کوئی سبیل نکال دے۔''

ثابت ہوا کہ ''موت'' ان کے اصطلاحی

معنی ہیں نہ کہ حقیقی۔ اگر یتوفھن کے معنی موت ہوتے تو پھر اللہ تعالیٰ یہاں موت کا لفظ کبھی استعمال نہ فرماتا۔

سورۃ الزمر کی مذکورہ آیت میں یہ لفظ ''قبض روح برائے موت'' اور ''قبض روح برائے نیند'' دونوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اب یہ تمیز کیسے کی جائے گی کہ کس مقام پر تَوَفّی کے معنی موت ہیں اور کس مقام پر یہ نیند کے لئے استعمال ہوا ہے۔ آیئے! قرآن کی آیات سے اسے سمجھیں۔

سورۃ زمر کی آیت میں تَوَفّی کا ''فاعل'' اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی انسانوں کی روح قبض کرتا ہے۔ لیکن موت اور نیند کے لئے قبض کی جانے والی روحوں میں ایک واضح فرق ہے۔ اس فرق کو سمجھنے کے لئے ہم قرآن کی آیات کا مطالعہ کرتے ہیں۔

توفی کے معنی:

بہر حال پہلا وعدہ لفظ ''توفی'' سے فرمایا گیا ہے۔ اس کے حروف اصلیہ ''وفا'' ہیں۔ جس کے معنی ہیں پورا کرنا۔ چنانچہ استعمال عرب ہے وفی بعھدہ اپنا وعدہ پورا کیا۔ (لسان العرب) باب تفعل میں جانے کے بعد اس کے معنی ہیں: اخذ الشئی وافیاً (بیضاوی) یعنی کسی چیز کو پورا پورا لینا۔ توفی کا یہ مفہوم جنس کے درجہ میں ہے۔ جس کے تحت یہ تمام انواع آتی ہیں: موت، نیند اور رفع جسمانی۔

چنانچہ امام رازی ؒ فرماتے ہیں:

''قولہ (انی متوفیک) یدل علی حصول التوفی وھو جنس تحتہ انواع بعضھا بالموت وبعضھا بالاصعاد الی السماء فلما قال بعدہ (و رافعک الیّ) کان ھذا تعیینا للنوع و لم یکن تکراراً'' (تفسیر کبیر زیر آیت یعیسیٰ انی متوفیک ص۷۲ جز۸)

ترجمہ: ''باری تعالیٰ کا ارشاد ''انی متوفیک'' صرف حصول توفی پر دلالت کرتا ہے اور وہ ایک جنس ہے۔ جس کے تحت کئی انواع ہیں۔ کوئی بالموت اور کوئی بالرفع الی السماء۔ پس جب باری تعالیٰ نے اس کے بعد ورافعک الیّ فرمایا تو اس نوع کو متعین کرنا ہوا۔ (رفع الی السماء) نہ کہ تکرار۔''

یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ کسی لفظ جنس کو بول کر اس کی خاص نوع مراد لینے کے لئے قرینہ حالیہ و مقالیہ کا پایا جانا ضروری ہے۔ تو یہاں توفی بمعنی رفع جسمانی الی السماء لینے کے لئے ایک قرینہ یہ ہے کہ اس کے فوراً بعد ''ورافعک الیّ'' فرمایا گیا۔ رفع کے معنی ہیں: اوپر اٹھالینا۔ کیونکہ رفع، وضع و خفض کی ضد ہے، جس کے معنی: نیچے رکھنا اور پست کرنا ہیں۔

دوسرا قرینہ ''ومطھرک من الذین کفروا'' ہے۔ کیونکہ تطہیر کا مطلب یہی ہے کہ کفار (یہود) کے ناپاک ہاتھوں سے آپ کو صاف بچالوں گا۔

چنانچہ ابن جریج ؒ سے محدث ابن جریر ؒ نے نقل فرمایا ہے:

''عن ابی جریج قولہ (انی متوفیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا) قال فرفعہ ایاہ الیہ توفیہ ایاہ وتطھیرہ من الذین کفروا.'' (تفسیر ابن جریر ج۳ ص۲۹۰)

ترجمہ: ''باری تعالیٰ کا ارشاد گرامی متوفیک! کی تفسیر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالینا ہی آپ کی توفی ہے اور یہی کفار سے ان کی تطہیر ہے۔''

تیسرا قرینہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت مرفوعہ ہے۔ جس کو امام بیہقی ؒ نے نقل فرمایا ہے اور جس میں نزول من السماء کی تصریح ہے:

''کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم.''

(کتاب الاسماء والصفات ص:۳۰۲)

اس لئے کہ نزول سے پہلے رفع کا ثبوت ضروری ہے۔ اسی طرح جب یہ لفظ موت کے معنی دے گا تو قرینہ کی احتیاج ہوگی۔ مثلاً:

''قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم.'' (السجدہ:۱۱)

ترجمہ: ''اے پیغمبر! ان سے کہہ دو کہ تم کو قبض کرے گا ملک الموت جو تم پر مقرر کیا گیا ہے (یعنی تم کو مارے گا)۔''

اس میں ملک الموت قرینہ ہے۔ دیگر متعدد آیات میں بھی بربنائے قرائن توفی بمعنی موت آیا ہے۔ کیونکہ موت میں بھی توفی یعنی پوری پوری گرفت ہوتی ہے۔ ایسے ہی جہاں نیند کے معنی دے گا تو بھی قرینہ کی ضرورت ہوگی۔ مثلاً:

''وھو الذی یتوفکم باللیل'' (انعام:۶۰)

''خدا ایسی ذات ہے کہ تم کو رات کے وقت پورا لے لیتا ہے، یعنی سلا دیتا ہے۔''

یہاں لیل اس بات کا قرینہ ہے کہ توفی سے مراد نوم ہے، کیونکہ وہ بھی توفی (پوری پوری گرفت) کی ایک نوع ہے۔ یہ تمام تفصیلات بلغاء

کے استعمال کے مطابق ہیں۔ البتہ عام لوگ توفی کو اماتت اور قبض روح کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ کلیات ابوالبقاء میں ہے:

”التوفی الاماتة وقبض الروح وعلیه استعمال العامة او الاستیفاء واخذ الحق وعلیه استعمال البلغاء۔“ (کلیات ابوالبقاء:۹۲۱)

ترجمہ:”یعنی عام لوگ تو توفی کو اماتت اور قبض روح کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اور بلغاء پورا پورا وصول کرنے اور حق لے لینے کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔“

بہر حال زیر بحث آیت کریمہ میں بربنائے قرائن توفی کے معنی قبض اور پورا پورا۔ یعنی جسم مع الروح کو اپنی تحویل میں لے لینے کے ہیں، اماتت کے نہیں ہیں۔ البتہ قبض روح بصورت نیند کے معنی ہوسکتے ہیں، کیونکہ قبض روح کی دو صورتیں ہیں: ایک مع الامساک اور دوسری مع الارسال، تو اس آیت میں توفی بقرینہ رافعک الیّٰ بمعنی نیند ہوسکتی ہے اور یہ ہمارے مدعا کے خلاف نہیں ہوگا۔ کیونکہ نیند اور رفع جسمی میں جمع ممکن ہے۔ چنانچہ مفسرین کی ایک جماعت نے اس کو اختیار کیا ہے:

”(الثانی) المراد بالتوفی النوم ومنه قوله تعالیٰ اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها فجعل النوم وفاة وکان عیسیٰ قد نام فرفعه اللّٰہ وهو نائم لئلا یلحقه خوف۔“ (خازن،ج۱،ص۲۵۵)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا پریس کانفرنس سے خطاب

کاموئکی.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد ہے، رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر اب تک مسلسل امت اس عقیدہ کی حفاظت کے لئے سرگرم عمل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یمن میں اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ حضرت فیروز دیلمیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اسود عنسی کو جہنم رسید کیا۔ دوسرا جھوٹا مدعی نبوت مسیلمہ کذاب تھا اس کے مقابلہ میں حضرت صدیق اکبرؓ نے بارہ سو صحابہ کرامؓ و تابعینؒ کی عظیم الشان قربانی پیش کی جن میں سے سات سو حافظ قرآن تھے۔ بہت سے جھوٹے مدعیانِ نبوت نے جھوٹی نبوت کا ڈھونگ رچایا۔ امت کے خلفاء نے اس سے دلیل پوچھنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ یہ سلسلہ چلتا رہا تا آنکہ آج سے تقریباً سوا سو سال پہلے انگریز نے مرزا قادیانی سے نبوت کا دعویٰ کرا کر جہاد کی منسوخی کا اعلان کردیا۔ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کرنے کے بعد امت کے تمام مکاتب فکر نے مرزا قادیانی کی ذریت خبیثہ کا مقابلہ کیا۔ پاکستان بننے کے بعد ۱۹۵۳ء میں دس ہزار سے زائد مسلمانوں نے اپنی جان عزیز کا نذرانہ پیش کرکے قادیانیت کے سیلاب کے مقابلہ میں بند باندھا۔ ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے ایک متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعہ قادیانیوں کے دونوں گروپوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کا نفاذ ہوا، جس کی رو سے قادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔ قادیانی صدارتی آرڈیننس کے خلاف کئی ایک عدالتوں میں گئے، وفاقی شرعی عدالت شریعت اپیلانٹ بینچ اور ہائی کورٹ کے بینچوں نے ان کے خلاف فیصلے دیئے۔ سپریم کورٹ میں تمام اپیلیں اکٹھی ہوئیں۔ سپریم کورٹ نے ۱۹۹۵ء میں ان کی تمام اپیلیں مسترد کردیں، پھر وہ نظر ثانی میں گئے۔ ۱۹۹۹ء میں سپریم کورٹ نے ان کی نظر ثانی کی اپیل مسترد کردی۔ الحمدللہ! لوئر کورٹ سے سپریم کورٹ تک تمام عدالتوں میں ان کے خلاف فیصلے دیئے، اس کے باوجود ان کی سرگرمیاں جاری رہتی ہیں، ہر آنے والی حکومت اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے ان کی نازبرداریاں اٹھاتی ہے۔ جناب عمران خان نے برسر اقتدار آتے ہی ایک جنونی قادیانی عاطف میاں کو ایڈوائزری کونسل کا ممبر بنایا مسلمانانِ پاکستان کے احتجاج پر یوٹرن لیتے ہوئے اسے اقتصادی کونسل سے الگ کردیا۔ کرتار پورہ کے نام سے نیا کوریڈور کھولا گیا، جہاں سے قادیان پچپن کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ جناب عمران خان جب وزارتِ عظمیٰ کا حلف اٹھارہے تھے تو ان کی زبان پر خاتم النبیین کا لفظ نہیں آرہا تھا۔ قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا مسرور احمد سے پوچھا گیا کہ آپ پاکستان میں کب واپس جارہے ہیں؟ تو جواب میں ہیڈ آف دی جماعت ربوہ وقادیان نے کہا کہ مجھ سے یہ نہ پوچھو کہ پاکستان میں کب واپس جارہا ہوں، بلکہ یہ پوچھو کہ ہمارے خلاف بنائے گئے قوانین کب ختم ہورہے ہیں۔ ان حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام مسالک ومکاتب فکر کے مسلمان آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے چوکنے رہیں۔ الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس عظیم مشن کے تحفظ کے لئے ہر وقت مصروف عمل ہے۔ انشاء اللہ! وہ دن دور نہیں کہ جب قادیانیت کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا، انہوں نے قومی اسمبلی اور سندھ اسمبلی کی اس قرارداد کا خیر مقدم کیا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاتم النبیین لکھا اور پڑھا جائے۔ نیز حکمرانوں سے اس قرارداد کو عملی جامہ پہنانے کا بھی مطالبہ کیا۔ پریس کانفرنس میں مجلس کے مقامی یونٹ کے سربراہ رانا ذوالفقار علی، مولانا محمد عارف شامی، جمعیت علماء اسلام کے سرگرم راہنما حافظ محمد نعیم قادری اور بریلوی، اہلحدیث مکاتب فکر کے رہنماؤں نے بھی شرکت کی۔

عظمتِ صحابہؓ کا خاموش، مگر تاریخی انقلاب!

مولانا پروفیسر نورالوہاب

صحابہ کرام اور اہلِ بیت اطہار کا عوام میں بہترین تعارف، ان کی عظمت کا قلبی احساس، ان کی جدوجہد کی حقیقی تصویر کو عام مسلمانوں میں اگر کسی نے خوب صورت طریقے سے اجاگر کیا ہے تو وہ تبلیغی جماعت ہے!

فضائلِ اعمال کا پہلا حصہ ”حکایاتِ صحابہ“ کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ نے اس خوب صورتی سے مرتب کر کے لڑی میں پرویا ہے کہ اسے غور سے سمجھ کر پڑھنے والا کسی بڑے فتنے کا شکار نہیں ہوسکتا۔

ساری فضائلِ اعمال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معطر بیان سے لبریز ہے۔ مگر کہیں بھی عظمتِ صحابہ کے منکرین کی مخالفت کا ذرہ برابر احساس پیدا نہیں ہوتا، ایک آدھ جگہ پر صحابہ کرام کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے، انہیں سب وشتم کرنے پر وعیدوں کا ذکر فرمایا ہے، مگر اس میں بھی کسی فریق کا نام لئے بغیر متعلقہ احادیث وآثار کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

حضرت شیخ ہی کی ”فضائلِ صدقات“ تو تبلیغ اور تصوف کا خوب صورت امتزاج ہے، جو صحابہ کرامؓ کے تذکروں سے بھرپور ہے، مگر کہیں بھی عظمتِ صحابہ کے منکرین کے خلاف محاذ نہیں کھولا گیا۔

حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ کی ”حیاۃ الصحابہ“ کے تو کیا کہنے!!

حضرت جی بلاشبہ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجنون شیدائی تھے۔ حیاۃ الصحابہ ان کا بہت بڑا معجزانہ قسم کا کارنامہ ہے، مگر مجال ہے 3 جلدوں پر مشتمل پوری کتاب میں کہیں بھی عظمتِ صحابہ کے منکرین کے خلاف تیر وتفنگ سے لیس ہوکر چڑھائی کی گئی ہو۔

(حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ کی مرتبہ کتاب منتخب ابواب میں بھی حضور علیہ السلام کی جن احادیث کو جمع کیا گیا ہے ان میں بھی بعض جگہوں میں حضرات صحابہ کا عمدہ تذکرہ ہے، ناقل)

عظمتِ صحابہ کی ہزاروں پرامن تحریکوں کے مقابلے میں، اس خاموش تحریک نے عوام کے ذہنوں میں صحابہ کرام کی عظمت کو کہیں زیادہ اجاگر کیا، ”پرامن تحریکوں“ کا لفظ اس لئے استعمال کیا کہ پرتشدد تحریکوں نے اس امت کو سوائے خون آلود نفرت کے اور کچھ نہیں دیا، حالاں کہ خانوادۂ کاندھلہ بھی ہندوستان ہی کے رہنے والے تھے، جہاں شیعہ مدتوں سے رہتے آئے ہیں۔ تبلیغی تحریک کی بدولت بلاشبہ ہزاروں نہیں لاکھوں شیعہ لوگوں کو راہِ راست نصیب ہوئی ہے!

یہ بات شاید بہت سے دوستوں کو مبالغہ لگے، مگر تبلیغی جماعت سے قدیم وابستہ لوگوں سے معلوم کریں کہ آج سے چالیس پچاس برس قبل شیعہ اکثریت والے علاقوں کی کیا صورتِ حال تھی اور آج کیا صورتِ حال ہے؟ تبلیغی جماعت نے اس خاموش انقلاب کو بپا کرنے میں جتنی ماریں کھائی ہیں، جتنی تکلیفیں جھیلی ہیں، در در کی ٹھوکریں کھائی ہیں، وہ اس امت پر اس جماعت کا بہت بڑا احسان ہے، جو صدیوں یاد رکھا جائے گا۔

عظمتِ صحابہ کے حوالے سے یہ اتنا بڑا خاموش انقلاب ہے کہ درجنوں تجربہ کار سروے کے ماہرین بھی اگر اپنی زندگیاں اس کام کے لئے وقف کردیں، کہ کس کس علاقے میں، کون کون سے خاندان، اس خاموش تحریک کی برکت سے، صحابہ کرام کی گستاخی سے توبہ تائب ہوکر ان کی عظمت کے گن گانے پر مجبور ہوئے، اپنی بقیہ زندگی نم دیدہ آنکھوں سے، صحابہ کرام کی محبت وعظمت سے لبریز، معطر شیریں گفتاری کی نذر کردی، تب بھی شاید اس خاموش انقلاب کی اثر آفرینی کی مکمل کھوج نہ لگائی جاسکے۔

دو چار سے دنیا واقف ہے، گم نام نہ جانے کتنے ہیں! واہ مولانا محمد الیاس کاندھلوی واہ! رحمک اللہ۔ قیامت کے دن سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر وعمر، عثمان وعلی، حسن وحسین رضی اللہ عنہم کی طرح آپ پر بھی فخر فرمائیں گے۔ صحابہ واہلِ بیت آپ کے سفارشی ہوں گے!! واہ مولانا واہ..! کیا خوب صورت منظر ہوگا!

آتی رہے گی ترے انفاس کی خوش بو
گلشن تری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

رسم و رواج

بنت اقلیم قدوائی

شادیوں کا موسم ہے۔ بازاروں میں خریداروں کا رش بہت بڑھ گیا ہے۔ آج کل شادی کی تقریب کو یادگار بنانے کے لئے دل کھول کر پیسہ خرچ کیا جاتا ہے۔ کپڑوں کی تیاری کے لئے بہترین ڈیزائنرز اور مووی اور فوٹو شوٹ کے لئے نئی تکنیک کی سمجھ رکھنے والے مووی میکر کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ متمول گھرانے تو خیر ایک دوسرے پر سبقت لے جانے، برادری اور دوست واحباب میں اپنی دھاک بٹھانے کے لئے ہر حد پار کر جاتے ہیں مگر اب غریب اور متوسط گھرانے بھی شادی میں ہونے والی خرافات اور اسراف میں کسی سے پیچھے نہیں رہے ہیں، چاہے اس کے لئے انہیں اپنی زندگی بھر کی جمع پونجی لگانی پڑے یا پھر قرض ہی کیوں نا اٹھانا پڑے کیونکہ اگر معاشرے میں رائج رسم ورواج کے مطابق اپنے بچوں کی شادیاں نہیں کی گئیں تو کہیں معاشرے میں ان کی ناک نہ کٹ جائے اور خاندان والوں کے طعنے نہ سننے پڑ جائیں!

موجودہ دور میں لڑکے کے والدین ہوں یا لڑکی کے والدین، لوگوں کو خوش اور مطمئن کرنے کے لئے اپنے ایک بچے کی شادی پر جتنا خرچ کرتے ہیں اتنے یا اس سے آدھے پیسوں میں وہ اپنے سارے بچوں کی شادیاں بآسانی کر سکتے ہیں مگر معاشرتی خوف کے باعث ہمت نہیں کر پاتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کی شادیاں سادگی اور سنت کے مطابق کریں۔ کچھ ایسے دیندار گھرانے بھی دیکھنے میں آئے ہیں جو دین کی صحیح سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے بھی ہیں، غلط رسومات کے خلاف بھی ہیں، شریعت پر چلنا بھی چاہتے ہیں، اسراف سے بچنا بھی چاہتے ہیں مگر یہ سب چاہ کر بھی اپنے آپ کو بے بس و مجبور پاتے ہیں کہ لوگ ان کا جینا دوبھر کر دیں گے

> اب غریب اور متوسط گھرانے بھی شادی میں ہونے والی خرافات اور اسراف میں کسی سے پیچھے نہیں رہے ہیں، چاہے اس کے لئے انہیں اپنی زندگی بھر کی جمع پونجی لگانی پڑے یا پھر قرض ہی کیوں نا اٹھانا پڑے

اگر شادی مروجہ طریقے سے نہ کی گئی۔

اگر لڑکے والے جہیز لینے سے انکار کریں اور سنت کے مطابق سادگی سے نکاح کرنا چاہیں تو پھر بھی لڑکی والے بضد ہوتے ہیں کہ وہ اس طرح اپنی بیٹی کو رخصت نہیں کر سکتے ہیں کیوں کہ وہ خاندان والوں کو کیا جواب دیں گے اگر انہیں شادی میں نہیں بلایا گیا تو!

اس وقت ہمارے معاشرے کا یہ ایک بہت بڑا المیہ بن چکا ہے، جس سے چھٹکارا پانا آسان نظر نہیں آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دین کی صحیح سمجھ بوجھ اور سنت محمدی کے مطابق اپنے بچوں کی شادیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بات لمبی ہو گئی ہے اب اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں ہندوستانی تہذیب اور رسم و رواج کی چھاپ کچھ ایسی پڑی ہے کہ شادی تو شادی اب بیوگی کی بھی رسمیں ادا کی جانے لگی ہیں۔ جب کوئی عورت بیوہ ہو جاتی ہے تو اس کو خاندان کی عورتیں باقاعدہ سفید دوپٹہ اوڑھاتی ہیں اور ناک میں پہنی ہوئی لونگ اتروادی جاتی ہے۔ عدت ختم ہونے کے بعد دعوت کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں خاندان کے لوگ شریک ہوتے ہیں اور بیوہ عورت کو تحائف دیئے جاتے ہیں۔ جتنی جس کی حیثیت ہوتی ہے اتنا ہی بڑا تحفہ دیا جاتا ہے۔ خاندان کی خواتین کا اظہار ہمدردی کا عجیب وغریب انداز اور بیچارگی والے جملے بیوہ خاتون کو مزید دکھی کر دیتے ہیں۔ موت اور زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ عالم الغیب ہیں۔ ہم بحیثیت انسان اللہ کی مصلحتوں کو نہیں سمجھ سکتے ہیں، اس لئے ہر حال میں راضی بہ رضا رہنا چاہئے۔ بیوہ خواتین اور یتیم بچوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنا معیوب نہیں ہے مگر ان کو معاشرے پر ایک بوجھ یا عضو معطل سمجھ لینا قطعاً درست نہیں ہے۔ معاشرے کا ہر فرد اپنی جگہ کارآمد اور اہمیت کا حامل ہے۔ بہت سی بیوہ خواتین ایسی ہیں جنہوں نے شوہر کی وفات کے بعد شوہر کا کاروبار بھی سنبھالا، نوکری بھی کی اور اپنے بچوں کی احسن طریقے سے پرورش بھی کی اور ان کو معاشرے میں

اعلیٰ مقام دلوایا ہے۔عورت کم ہمت یا ناکارہ نہیں ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو بھی مردوں ہی کی طرح عقل اور سمجھ بوجھ دی ہے اس لئے جب بھی عورتوں پر کوئی مشکل وقت آتا ہے وہ بہت خوبی سے اس سے نکل آتی ہیں۔ایک عورت بیک وقت ماں بھی بن جاتی ہے اور باپ بھی۔ایک عورت ہی دوسری عورت کا دکھ اور درد محسوس کرسکتی ہے۔میری تمام بہنوں سے گزارش ہے کہ بیوہ یا طلاق یافتہ خواتین کے ساتھ ہمدردی ضرور کریں مگر کبھی بھی ان کی تضحیک نہ کریں۔اللہ تعالیٰ کے ہاں حقوق اللہ سے زیادہ حقوق العباد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔اللہ تعالیٰ اپنے حقوق میں کمی معاف فرمادیں گے مگر حقوق العباد کی ادائیگی میں کمی معاف نہیں ہوگی۔تھوڑا کہے کو بہت جانئے گا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو کہنے سننے سے زیادہ عمل کی توفیق عطا فرمائیں اور بحیثیت ایک مسلمان ہم سب اپنی زندگیاں سنت کے مطابق گزاریں۔آمین یارب العالمین،اللّٰہم آمین یارب العالمین۔☆☆

حاجی نعمت اللہؒ... تحریک ختم نبوت کے سربکف سپاہی

دنیا ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار وہ طبقہ بھی نہیں کرسکا، جس نے اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کیا اور وہ ہے موت۔کیونکہ جو بھی اس دنیا میں آیا اس نے ایک نہ ایک دن ضرور جانا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:’’کل نفس ذائقة الموت ‘‘ہر ذی نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔بعض شخصیات ایسی ہوتی ہیں کہ وہ مرنے کے بعد بھی اپنے اخلاق وکردار کی بدولت تاریخ میں یاد رکھی جاتی ہیں،انہیں میں سے ایک حاجی نعمت اللہ عرف حاجی کالے خان مرحوم تھے۔حاجی صاحب مرحوم نے ۱۹۴۵ء میں ضلع مردان تحصیل کاٹلنگ میں حاجی عبداللہ کے گھر آنکھ کھولی اور پھر ۱۹۶۰ء میں کاروبار کے سلسلے میں کوئٹہ ہجرت کرکے آئے۔آپ شروع سے ہی صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے،ساری زندگی دین متین کی خدمت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کررکھی تھی۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے روح رواں ہونے کے ساتھ ساتھ تحریک ختم نبوت کے سربکف سپاہی تھے،انتہائی ملنسار شخصیت اور شفیق ومہربان بزرگ تھے،جماعتی سرگرموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتے تھے،آپ علماء کرام اور دینی طلبا سے خاص محبت کیا کرتے تھے،جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستگی حاجی صاحب کی رگ وریشہ میں رچ بس چکی تھی۔جب بھی آپؒ کے سامنے کوئی جماعتی تقاضا رکھا گیا چاہے دن ہو رات،آندھی ہو یا طوفان،گرمی ہو یا سردی آپ ایک مخلص کارکن کی طرح لبیک کہتے اور کبھی بھی اپنی قیادت کو مایوس نہیں کیا۔عیدالاضحیٰ کے موقع پر حاجی صاحب کی کمی ہمیشہ محسوس ہوگی کیونکہ اس پیرانہ سالی میں بھی عیدالاضحیٰ کے تینوں دن موصوف اپنی تمام گھریلو مصروفیات ترک کرکے گلی گلی،کوچہ کوچہ جاکر لوگوں سے قربانی کی کھالیں کاز ختم نبوت سے منسلک کرنے کے لئے وصول کرتے۔اسی طرح ہر اہم موقع پر آپ نے صف اول کے مجاہد کا کردار ادا کیا،سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت کے لئے بڑی تعداد میں شائقین کا قافلہ تیار کرکے ان کے سارے سفر کا نظم بناتے اور جب تک سفر کی ہمت اور طاقت رہی تب تک خود بھی شرکت کی اور اس کے بعد اپنی دعاؤں کے سایہ میں قافلہ ختم نبوت روانہ کرتے رہے۔ایک دور میں کوئٹہ شہر میں قادیانیوں نے اپنے خلیفہ کے حکم پر یہ غیر آئینی حرکت شروع کی کہ اپنے سینوں پر کلمہ طیبہ کے بیج لگا کر بازاروں اور شہر کے اہم مقامات پر گھومنا شروع کردیا تو اس وقت حاجی صاحب کی تحریک پر مبلغ ختم نبوت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ اور ان کے رفقاء نے ان قادیانیوں کو پکڑ کر قانون کے حوالے کرکے انہیں عدالتوں سے سزائیں دلوائیں۔حاجی صاحب مرحوم اہل علم اور دیندار، طبقے، علماء کرام کے بہت قدردان تھے۔امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، حضرت خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ، مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ اور مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے ایمان افروز واقعات سنا کر ساتھیوں کی ذہن سازی کیا کرتے تھے، شاید حاجی صاحب اس تدبیر کا حصہ تھے جو اللہ نے دشمن کے مقابلے میں کی تھی، کیونکہ قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے ماننے والوں سے کہا تھا کہ ۱۹۵۲ء ختم نہ ہونے پائے، پورے بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنادو۔اس لئے کہ صوبہ بلوچستان ایک پسماندہ صوبہ ہے،مگر معدنی وسائل سے اللہ کریم نے اس صوبہ کو مالا مال کررکھا ہے،اس لئے قادیانی جماعت نے للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھا،مگر آسمانوں پر خدا کا فیصلہ کچھ اور تھا اور تدبیر ہمیشہ اللہ کی ہی غالب ہوتی ہے اور اسی تدبیر کا ہی نتیجہ تھا کہ اللہ نے حاجی نعمت اللہ جیسے مجاہدین ختم نبوت عطا کئے جنہوں نے اپنی تمام تر توانائیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار ختم نبوت کی حفاظت کے لئے صرف کردیں اور شفاعت نبوی کے استحقاق کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔حاجی صاحبؒ سے جب بھی کوئی مشورہ مانگا، ذاتی ہو یا جماعتی انہوں نے دیانت وامانت کے ساتھ مفید مشورہ اور ہمت وحوصلہ دیا۔اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں اور ان کے خلف الرشید جناب بھائی عمران کو ان کا صحیح جانشین بنائیں اور ان کو بھی والد مرحوم کی طرح دامے درمے قدمے سخنے محاذ تحفظ ختم نبوت کے لئے سربکف مجاہد بنائے۔آمین۔ (مولانا محمد اویس،کوئٹہ)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

جامعہ خیر المدارس ملتان میں حاضری:
۱۵؍جولائی ۲۰۲۰ء کو جامعہ خیر المدارس میں حاضری دی تا کہ استاذ محترم حضرت مولانا منظور احمدؒ کے پسماندگان سے تعزیت کی جاسکے۔ جامعہ میں پہنچ کر معلوم ہوا کہ استاذ جی کے فرزند ارجمند مولانا محمد عبداللہ کی وفاق المدارس کے امتحان میں کہیں نگرانی ہے۔ ملاقات مشکل ہے، تو استاذ جی کے ساتھی اور جامعہ کے شعبۂ دعوت و ارشاد کے انچارج مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم کے سیکریٹری مولانا عبدالمنان، ماہنامہ الخیر کے ایڈیٹر سے ملاقات کر کے تعزیتی کلمات کہہ کر اجازت مانگی۔

مقبرۃ الخیر میں حاضری: جامعہ خیر المدارس کے دارالحدیث کے قریب مقبرۃ الخیر ہے، جس میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ، حضرت مولانا خیر محمدؒ کے فرزند ارجمند حافظ رشید احمدؒ کی قبروں پر حاضری، ایصال ثواب اور دعائے مغفرت ورفع درجات سے فارغ ہو کر ٹوبہ ٹیک سنگھ کا سفر کیا۔

مولانا محمد خبیب سے تعزیت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مبلغ مولانا محمد خبیب سلمہ کے جد امجد حاجی احمد بخش تقریباً سو سال کی عمر میں ۱۰؍جولائی کو وفات پا گئے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور حاجی حرمین شریفین تھے۔ انہوں نے پسماندگان میں چار بیٹے، تین بیٹیاں اور بیوہ چھوڑی، ان کی نماز جنازہ جمعیت علماء اسلام میلسی کے راہنما مولانا قاری محفوظ احمد نے پڑھائی اور انہیں چھتانی تحصیل میلسی کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ ظہر کی نماز سے قبل اپنے مبلغ سے تعزیت کا اظہار کیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے سابق رکن حضرت قاضی فیض احمدؒ کے فرزندگان گرامی، قاضی امتیاز احمد، قاضی رضوان احمد کے گھر میں دوپہر کا آرام کیا۔

حضرت اقدس مولانا سیّد جاوید حسین شاہ مدظلہ کی خدمت میں: سیّدی و مرشدی حضرت اقدس مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم گزشتہ دنوں علیل رہے۔ حضرت والا کی خدمت میں حاضری ہوئی اور ۱۵؍جولائی رات کا قیام بھی حضرت والا کی خانقاہ میں رہا۔ حضرت والا کی عیادت کی اور ان سے دعائیں لیں۔

مدرسہ اشرفیہ قرآنیہ حافظ آباد میں خاتم النبیین کنونشن: سندھ اسمبلی اور قومی اسمبلی کی متفقہ قراردادوں جن میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی، اسم گرامی کے ساتھ خاتم النبیین کا اضافہ تقریر وتحریر اور نصابی کتب میں لازم قرار دیا گیا کی یاد میں کنونشن منعقد ہوا جس کی صدارت مقامی امیر علامہ احمد سعید اعوان نے کی۔ کنونشن سے مولانا محمد عارف شامی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ جن میں اسمبلیوں کی قراردادوں کا خیر مقدم کیا گیا اور سامعین نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جس اسمبلی کے وزیر اعظم کی زبان پر خاتم النبیین کا لفظ نہیں آتا اس اسمبلی نے درسی، غیر درسی کتابوں کے لئے خاتم النبیین کا لفظ لازم قرار دیا۔

چک چھٹہ میں درس: چک چھٹہ کے جماعتی رفقاء نے کوشش کر کے جامع مسجد ختم نبوت کے نام سے مسجد بنوائی۔ ۱۶؍جولائی مغرب سے عشاء تک سیمینار منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا سیّد محمد عصمت شاہ کاظمی نے کی۔ سیمینار سے حافظ آباد مجلس کے راہنما ماسٹر رشید اختر، گوجرانوالہ ڈویژن کے مبلغ مولانا محمد عارف شامی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ سیمینار کا انتظام حافظ عبدالوحید، محمد فیضان، ریاض احمد تارڑ، محمد عرفان، محمد ولایت کباڑیہ اور دوسرے ساتھیوں نے کیا۔ رات کا قیام جامعہ اشرفیہ حافظ آباد میں رہا۔ جامعہ اشرفیہ میں مجاہد ختم نبوت مولانا محمد الطاف بھی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۱۲؍اکتوبر ۲۰۱۱ء تک جامعہ کا اہتمام سنبھالے رکھا۔ ان کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند علامہ احمد سعید اعوان آپ کی روایات کے امین ان کی مسجد کے خطیب ہیں۔ آپ کے مدرسہ اشرفیہ میں رات کا قیام رہا۔

بھڑی شاہ رحمان: بھی قادیانیوں کا مرکز رہا ہے۔ الحمدللہ! اب وہاں مسلمانوں کی مساجد اور مدارس بھی کام کر رہے ہیں۔ مقامی مسلمانوں کے

قادیانیوں سے گہرے مراسم ہیں۔ قادیانیوں کی دکانوں میں کرایہ دار ہیں۔ شادی غمی میں شرکت تک کرتے ہیں تو مقامی دوستوں کے مشورے سے جامع مسجد میں ۱۷؍جولائی کے جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے دیا اور قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کی اپیل کی۔ مسلمانوں نے ہاتھ اٹھا کر وعدہ کیا کہ آئندہ کے لئے ان سے تعلقات نہ رکھیں گے۔

چک لالہ میں: ماسٹر عنایت اللہ علاقہ کے معروف بزرگ زمیندار ہیں۔ قریبی علاقہ رتہ دوہتڑ میں چند سال قبل رحمت مسیح، کرامت مسیح اور منظور مسیح نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین آمیز جملے تحریر کئے۔ رتہ کے مولوی فضل حق نے ان کے خلاف کیس کیا جو عالمی شہرت کا کیس معروف ہوا۔ اگرچہ کیس کے مدعی مولوی فضل حق تھے، لیکن اصل لڑنے والے ماسٹر عنایت اللہ تھے۔ مسٹر صاحب غیور و جسور مسلمان ہیں۔ آپ کیس کی ہر پیشی پر تشریف لاتے۔ اس کیس کی پیروی کی پاداش میں انہیں جھوٹے کیسوں میں پھنسا کر حوالہ زندان کرنے کی کوشش بھی کی گئی بلکہ کئی ماہ تک جیل میں بھی رہے، لیکن ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی اور اب تک ڈٹے ہوئے ہیں۔ بھڑی شاہ رحمان میں تشریف لائے اور فرمائش کی کہ میرے ہاں ضرور تشریف لائیں۔ عصر سے قبل ان کے گھر اور مسجد میں حاضری ہوئی۔

مولانا قاضی عصمت اللہ کی بیوہ کا انتقال: مولانا قاضی عصمت اللہ جمعیت اشاعت التوحید کے صوبائی امیر رہے ہیں۔ چند سال قبل ان کا انتقال ہوا، ان کے چار صاحبزادے ہیں اور چاروں عالم دین ہیں۔ آگے ان کی اولادیں بھی دینی تعلیم حاصل کررہی ہیں۔ مرحوم کی اہلیہ محترمہ کا چند دن پہلے انتقال ہوا۔ مولانا محمد عارف مبلغ گوجرانوالہ ڈویژن کی فرمائش پر تعزیت کے لئے ان کے ادارہ جامعہ محمدیہ قلعہ دیدار سنگھ میں حاضری ہوئی۔ ان کے فرزند ارجمند قاضی عطاء الحسن نے اپنے دیگر بھائیوں کو اطلاع کر دی۔ چنانچہ چاروں بھائی اور ان کے بیٹے اکٹھے ہوگئے۔ راقم نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ آپ لوگ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کو جائز سمجھتے ہیں یا نہیں۔ مولانا قاضی عطاء الحسن کہنے لگے کہ ضرور، ضرور ہاتھ اٹھا کر دعائے مغفرت فرمائیں، یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں کہ اس میں تشدد آمیز پالیسی اپنائی جائے۔

گوجرانوالہ آفس میں: ۱۷؍جولائی رات کا قیام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر کنگنی والا ہاشمی کالونی میں رہا۔

جامعہ نصرت العلوم میں: جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں اہل حق کی قدیمی دینی درسگاہ ہے، جس کی بنیاد ۱۹۵۲ء میں مفسر القرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ نے رکھی۔ حضرت صوفی صاحبؒ ۱۹۱۷ء میں مانسہرہ کے ایک دیہات کرمنگ بالا چیڑاں ڈھکی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق پٹھانوں کے سواتی قبیلہ سے ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے مدرسہ بفہ میں حاصل کی۔ نیز جہانیاں منڈی ضلع خانیوال کے مدرسہ میں اپنے برادر بزرگ کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے رہے۔ دینی علوم کی تکمیل ازہر ہند دارالعلوم دیوبند سے کی۔ ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۱ء دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ سے تقابل ادیان کی تعلیم حاصل کی اور مناظرہ کا فن سیکھا۔ نصرت العلوم کو اللہ پاک نے جامعیت سے سرفراز فرمایا۔ امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ نے پوری زندگی اس جامعہ میں تدریس حدیث میں گزار دی۔ گزشتہ دنوں حضرت صوفی صاحبؒ کی بیوہ اور مولانا فیاض خان، مولانا ریاض خان سواتی کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوا۔ ۱۸؍جولائی عصر کی نماز جامعہ کے استاذ الحدیث مولانا عبدالقدوس خان قارن مدظلہ کی اقتداء میں جامعہ کی عظیم الشان جامع مسجد نور میں ادا کی اور سواتی برادران سے تعزیت کا اظہار اور والدہ محترمہ کے لئے دعائے مغفرت اور رفع درجات کی دعا کی۔ اتنے عظیم الشان جامعہ اور جامع مسجد میں یقیناً مرحومہ کا حصہ بھی ہے، نیک، صالح، عالم، فاضل اولاد یقیناً ان کے رفع درجات کا سبب ہوگی۔

ختم نبوت سیمینار: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مرکز ختم نبوت کنگنی والا ہاشمی کالونی گوجرانوالہ میں ۱۹؍جولائی ظہر کی نماز کے بعد ختم نبوت سیمینار منعقد ہوا، جس میں مہمان خصوصی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔ یہ سیمینار معروف دینی اسکالر مولانا زاہد الراشدی دامت برکاتہم کی سرپرستی اور صدارت میں منعقد ہوا۔ سیمینار کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے محمد اسماعیل شجاع آبادی، مفتی غلام نبی، مفتی جمیل احمد گجر، حافظ عزیز الرحمن، مولانا عبداللہ انیس، حافظ امجد معاویہ، مولانا محمد عمر خان نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے امت مسلمہ پاکستان نے تین مرتبہ تحریک چلائی۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک کو گولی سے دبا دیا گیا، جبکہ ۱۹۷۴ء کی تحریک میں قادیانی

غیر مسلم اقلیت قرار دیے گئے۔۱۹۸۴ء کی تحریک میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس نافذ ہوا، جس کی رو سے قادیانی اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کرسکتے۔ قادیانی اپنے لمبے ہاتھ استعمال کرتے ہوئے ہر آنے والے حکمران پر اپنے مغربی آقاؤں کے ذریعہ دباؤ ڈلواتے ہیں اور ہر آنے والا حکمران پہلے حکمران سے بڑھ کر قادیانیت نوازی کرتا ہے۔ملک عزیز کے موجودہ حکمران اور وزیراعظم جن کی زبان پر خاتم النبیین کا لفظ نہیں آسکتا، اللہ پاک نے اسی حکمران کی اسمبلی سے قرارداد کے ذریعہ تقریر وتحریر میں ’’خاتم النبیین‘‘ کا لفظ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے استعمال کرنے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کرائی۔ سیمینار میں صوبائی اور قومی اسمبلیوں کی منظور کردہ قرارداد کا خیر مقدم کیا گیا اور مطالبہ کیا کہ نصاب کی کتابوں میں خاتم النبیین کا لفظ لازمی قرار دیا جائے تاکہ نئی نسل عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ ہوسکے۔ یہ سیمینار چار بجے سے نماز عصر تک جاری رہ کر محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

منڈیالہ وڑائچ میں ختم نبوت سیمینار:

گوجرانوالہ کی مضافاتی آبادی منڈیالہ وڑائچ میں ۱۹؍جولائی مغرب کی نماز کے بعد ختم نبوت سیمینار منعقد ہوا، جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے راہنما قاری عبدالغفور آرائیں نے کی۔ سیمینار کا آغاز قاری محمد طلحہ کی تلاوت ونعت سے ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا محمد عارف شامی نے سیمینار کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ یہ سیمینار سندھ اسمبلی اور قومی اسمبلی کی متفقہ قراردادوں جن میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاتم النبیین کا لفظ پڑھے جانے اور لکھے جانے پر انہیں خراج تحسین پیش کرنے کے لئے منعقد کیا گیا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے خیر القرون سے اب تک پیش کی جانے والی قربانیوں پر روشنی ڈالی اور پاکستان کی پارلیمنٹ کے فیصلوں سے سامعین کو آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اپنے مغربی آقاؤں کے ذریعہ عمران خان جیسے حکمرانوں سے عقیدہ ختم نبوت کے سلسلہ میں کئے جانے والے دستوری اور قانونی فیصلوں کو ختم کرانے کی آس لگائے بیٹھے تھے اور ان کی یہ امید بھی بجاتھی کہ عمران خان کی زبان پر خاتم النبیین کا لفظ نہیں آرہا تھا۔ان کی امیدوں پر قومی اسمبلی اور سندھ اسمبلی کی قراردادوں نے پانی پھیر دیا ہے، محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حکومت سے پرزور مطالبہ کیا کہ ان قراردادوں کو فی الفور عملی جامہ پہناتے ہوئے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی نصابی کتب میں بھی یہ لفظ لکھا جائے۔ سیمینار کا اہتمام جامع مسجد کے خطیب مولانا محمد اویس، پیر سمیع الحق، مفتی عمر فاروق، حافظ ظفر اللہ، افضل وڑائچ، محمد عباس وڑائچ نے کیا۔

مے چٹھہ کامونکی میں جلسہ ختم نبوت: حافظ محمد نعیم قادری بہت ہی بہادر ورکر ہیں۔ کامونکی ضلع گوجرانوالہ میں جمعیت علماء اسلام کے روح رواں ہیں۔ ختم نبوت کاز اور مشن کو دل سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً راقم الحروف کو اپنے ضلع اور اپنی تحصیل کے حالات سے آگاہ کرتے رہتے ہیں اور وقت کا تقاضا بھی کرتے رہتے ہیں چندروز پہلے ان کا فون آیا کہ ایک دن پورا کامونکی کے لئے دے دیں۔ راقم نے کہا کہ ہمارے مبلغ مولانا محمد عارف شامی سے رابطہ کریں، میں نے انہیں تین چارروز گوجرانوالہ کے لئے دیئے ہیں۔ انہیں دنوں میں ایک دن آپ رکھ لیں۔ چنانچہ ۲۰؍جولائی کا دن طے ہوا۔ موصوف نے مرکزی جامع مسجد فاروق اعظمؓ روڈ میں ظہر کی نماز کے بعد پریس کانفرنس رکھی۔ جس میں دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث مکاتب فکر کے علماء کرام کی موجودگی میں راقم کی پریس بریفنگ رکھی گئی، عصر کی نماز کے بعد جماعت اسلامی کے زیر انتظام جامع مسجد مسلم مین بازار کامونکی میں درس کا اہتمام کیا، جس میں مقامی امیر رانا ذوالفقار علی، ضلعی مبلغ مولانا محمد عارف شامی، حافظ محمد نعیم قادری کی معیت میں عصر کی نماز جامع مسجد مسلم میں پڑھی، پندرہ بیس منٹ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر درس دیا۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد ختم نبوت مے چٹھہ میں جلسہ کا اہتمام کیا۔ تلاوت کلام پاک مقامی قاری محمد جہانگیر نے کی اور نعت بھی پڑھی، اسٹیج سیکریٹری کے فرائض حافظ محمد نعیم قادری نے سرانجام دیئے۔ مولانا محمد عارف شامی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ مقررین نے قادیانیت کے غلط عقائد اور ان کے دجل وفریب سے مقامی مسلمانوں کو آگاہ کیا اور قادیانیوں سے ہر قسم کے میل جول، کاروبار کے مکمل بائیکاٹ کی دعوت دی۔ جلسہ عشاء کی اذان تک جاری رہا۔☆☆☆

حاجی محی الدین خانؒ

مفتی محمد عرفان محی الدین

میرے والد گرامی حاجی محی الدین ۱۹۳۷ء میں کڑولی (ضلع سیکر راجستان انڈیا) مرحوم فتح محمد خان کے گھر پیدا ہوئے۔ابتدائی پانچ کلاسوں کی تعلیم اپنے آبائی علاقہ میں حاصل کی۔۱۹۵۰ء میں پاکستان ٹنڈوالہیار تشریف لائے۔تعلیمی سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے ٹنڈوجام زرعی یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کی۔

والد صاحب صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔تہجد کا پورا اہتمام فرماتے تھے۔رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارتے تھے۔قرآن کریم سے اتنا شغف تھا کہ باوجود علالت کے کرسی پر بیٹھ کر اتنی طویل تلاوت فرماتے تھے کہ اکثر دونوں پاؤں پر ورم آجاتا تھا۔جمعہ کے روز سورۂ کہف کی تلاوت کا اہتمام فرماتے تھے اور تمام اہل خانہ کو بھی اس کے اہتمام کی تاکید کرتے تھے۔دینی تعلیم وتعلم میں مشغول اپنے بچوں اور بچیوں کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔

حضرت والد صاحب ”قوا انفسکم واھلیکم نارا“ پر بہت کاربند تھے۔گھر میں بعد از فجر اپنی علالت کے باوجود تعلیم کرواتے تھے۔فجر کے لئے اپنے بچوں کو بیدار کرتے وقت پہلی اور دوسری آواز میں اگر اندر سے آواز نہ آتی تو آنسو جاری ہوجاتے تھے۔ایک روز میں فجر کے بعد گھر گیا تو دیکھا کہ والد صاحب کے آنسو جاری ہیں اور کرسی پر بیٹھ کر بھائی کے کمرے کی طرف رخ کر کے زارو قطار رو رہے ہیں۔میں نے وجہ پوچھی تو والدہ نے بتلایا کہ بھائی فجر کی نماز میں جا نہ سکے اور ان میں جا کر اٹھانے کی طاقت نہ رہی اس پر رو رہے ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ تین شخص قیامت کے روز حساب کتاب سے محفوظ رہیں گے،اتنے مخلوق کا حساب ہو وہ مشک کے ٹیلوں پر تفریح کر رہے ہوں گے۔ان میں سے ایک شخص وہ بھی ہے جو خالص اللہ کی رضا کے لئے لوگوں کو نماز کی طرف بلاتا ہے۔انشاءاللہ یہ فضیلت والد صاحب کو نصیب ہوگی۔فجر میں جاتے ہوئے دروازے بجا بجا کر علالت کے باوجود لوگوں کو نماز کی طرف بلاتے تھے۔

والد صاحب بہت مہمان نواز تھے۔جب تک مہمان کا اکرام نہ فرمالیتے انہیں چین نہیں آتا تھا،محلے کی مسجد میں کوئی بھی جماعت آجاتی تو ان کی ضیافت ضرور فرماتے تھے۔حقوق کی ادائیگی کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔زکوٰۃ،صدقات وغیرہ اضافہ فرما کر ادا کرتے تھے۔ مرحوم اگریکلچر میں ڈپٹی ڈائریکٹر سے ریٹائر ہوئے۔ایک مرتبہ ان کے محکمے کے ایک ملازم جو کہ تھر کے رہائشی تھے۔بارش کے ایام میں اپنے علاقہ تھر چلے گئے اور واپس نہ آئے، ان کی چند ماہ کی تنخواہ والد محترم کے پاس آئی۔والد محترم کو اس کی فکر دامن گیر ہوئی کہ یہ رقم ان تک کیسے پہنچاؤں؟ بہت تلاش کیا لیکن وہ نہ مل سکے۔مجھ سے پوچھا کہ اس رقم کا کیا کروں؟ میں نے کہا کہ ان کی طرف سے صدقہ کردیں،والد صاحب نے صدقہ تو کردیا لیکن پھر بھی اطمینان نہ ہوا اور اس کے سراغ لگانے میں لگے رہے،حتیٰ کے سراغ لگالیا اور ان کے پاس وہ رقم بھیج دی۔اب وفات سے کچھ عرصہ قبل پھر فرمانے لگے کہ نہ معلوم ان تک رقم پہنچی ہے یا نہیں،تم خود ان تک پہنچاؤ۔پھر تیسری مرتبہ وہ رقم ہم نے خود ان تک پہنچائی۔ان کا تو انتقال ہوگیا تاہم ان کی اہلیہ ہمارے گھر شکریہ ادا کرنے تشریف لائیں۔

ایک مرتبہ بندہ دوران تعلیم ۲۴ گھنٹے کی جماعت میں روانہ ہوا۔ٹنڈوآدم تشکیل ہوئی،وہاں کسی علاقہ میں قادیانی مربی لاؤڈ اسپیکر پر قبل از فجر بیان کرتا،ہم پریشان ہوئے کہ قادیانی کس طرح کھلم کھلا قادیانیت کی تبلیغ کر رہے ہیں؟ ہمیں تشویش لاحق ہوئی تو ہم نے اس قادیانی کی تقریر ریکارڈ کی، تو حضرت علامہ احمد میاں حمادی صاحب سے رابطہ کیا،تو حضرت نے فرمایا قادیانیت سے متعلق لوگ شکایت تو لے کر آتے ہیں لیکن گواہ بننے کے لئے کوئی تیار نہیں ہوتا،اس لئے آج تک کوئی کیس درج نہیں ہوا۔میں نے والد صاحب سے مشورہ کیا تو والد صاحب نے اس کیس میں گواہ بننے کی اجازت مرحمت فرمائی،اس کیس کے بعد قادیانیت کے خلاف کیسز کا سلسلہ شروع ہوا اور قادیانیت کو لگام لگی۔اس میں یقیناً والد صاحب کا بھی حصہ شامل ہے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین سے محبت کرتے اور انہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے تھے۔

عیدالاضحیٰ کے بعد طبیعت خراب ہوئی حیدر آباد ہسپتال داخل کئے گئے،جہاں آپ کی طبیعت جانبر نہ ہوسکی۔ ۷/اگست ۲۰۲۰ مطابق ۱۶/ذوالحجہ ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ رات پونے گیارہ بجے والد محترم اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔والد مرحوم نے پسماندگان میں ۷ بیٹے اور ۵ بیٹیاں چھوڑیں،جن کی اولاد میں حفاظ،علماء و مفتیان الحمدللہ! کثیر تعداد میں موجود ہیں۔

والد صاحب بندہ سے بہت محبت فرماتے تھے،بارگاہ رب العزت میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے میرے والد ماجد کی کامل مغفرت فرمائیں۔قارئین سے درخواست ہے کہ مرحوم کو اپنی دعاؤں میں شامل فرمائیں۔

☆☆..........☆☆

قادیانیت کے خلاف عدالتی چارہ جوئی!

الحاج گوہر رحمٰن ایڈووکیٹ

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ ناموس خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر، قادیانیت نوازوں نے ’’اقرارنامہ‘‘ کو’بیان حلفی‘‘ کا متبادل بنانے کے لئے، ۲۰۱۷ء میں ایک اورحملہ کرکے قانون تحفظ ناموسِ رسالت کی پشت میں چھرا گھونپنے کی مذموم مگر ناکام کوشش کی۔ اسی بات کو معزز عدالت عالیہ اسلام آباد کے سامنے فیصلہ کرنے کے لئے پیش کیا گیا۔ دس دن تک سماعت کی گئی اور فریقین کے دلائل سننے کے بعد معزز عدالت نے احکامات جاری کردیے۔ فیصلہ کرنے کے لئے عدالت عالیہ کی توجہ درج ذیل امور کی طرف مبذول کرائی گئی۔

قادیانیت سے متعلق ’’الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء‘‘ کے نفاذ سے قبل موجود ابتدائی قانونی دفعات کو ان کی اصلی صورت میں فی الفور بحال کرنا، متعلقہ حکومتی ادارہ کو قادیانیوں، لاہوریوں کے جملہ افراد، جو حکومتی اداروں میں ملازمین ہیں، کے مکمل کوائف اکٹھا کرنا، تاکہ آئندہ کے لئے انہیں حکومتی حساس شعبوں میں تعینات نہ کیا جائے۔

متعلقہ حکام کو حکم دیا جائے کہ وہ ایماندار اور دیانتدار افراد کے ذریعے مفصل تفتیش کرکے اپنی رپورٹ پیش کریں اور اس میں بتایا جائے کہ قادیانیوں، لاہوری گروہ والوں سے متعلق یہ غیر آئینی اور غیر قانونی ناپاک اقدامات انجام دینے میں کس کے ہاتھ رنگے ہیں؟ یہ بھی نشاندہی کی جائے کہ موجودہ وقت میں وفاقی حکومت کے ان محکموں میں کون کون قادیانی، لاہوری گروہ سے تعلق رکھنے والے افراد کس حیثیت سے تعینات ہیں؟

جنرل الیکشن آرڈر ۲۰۰۳ء کے دفعات ۷(بی) اور ۷(سی) میں غیر آئینی تبدیلی کے ذمہ داران کو منظر عام پر لانے کے لئے ایک عدالتی کمیشن بنایا جائے۔ وفاقی حکومت کو ہدایت کی جائے کہ راجہ ظفر الحق کی تحقیقاتی رپورٹ کو عوام کے پڑھنے جاننے کے لئے شائع کراکر منظر عام پر لایا جائے اور اس مذموم حرکت میں ملوث افراد کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ نیز ان این جی اوز پر پابندی لگادی جائے جو ہمارے وطن عزیز میں سیکولر نظریات پھیلانے اور پروان چڑھانے میں مصروف عمل ہیں۔

محترم قارئین کرام! اس واقعہ کا پس منظر کچھ اس طرح سے ہے:

۲؍اکتوبر ۲۰۱۷ء کو وفاقی حکومت نے ایک نیا قانون الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء متعارف کرایا۔ اس قانون کے تحت پہلے سے مؤثر آٹھ (۸) عدد قوانین، جو قادیانیوں، مرزائیوں سے متعلق تھے، کو بیک جنبش قلم منسوخ کردیا گیا۔ جن میں جنرل الیکشن آرڈر ۲۰۰۳ء کے دفعات ۷(بی) اور ۷(سی)، جو اقلیتوں کے انتخابی امیدواروں سے متعلق تھے اور جو بڑی محنت اور جانفشانی سے شامل کئے جاچکے تھے، وہ اس نئے قانون کی زد میں آگئے تھے اور اسی وجہ سے مسلمانوں کے جذبات بری طرح مجروح ہوکر ملک میں احتجاج کا طوفان بلند ہوا۔ مسلمانوں کے اس ایمانی جوش و جذبہ کے سامنے وفاقی حکومت مجبور ہوکر، کچھ ترمیم کے ساتھ (ترمیمی) ایکٹ ۲۰۱۷ء عمل میں لایا گیا، تاہم قادیانیوں سے متعلق ابتدائی قوانین من وعن واپس بحال نہیں کئے گئے تھے، اس لئے عوام کی تسلی وتشفی نہ ہوئی۔

دوران سماعت معزز عدالت نے مورخہ ۲۲؍فروری ۲۰۱۸ء کو نادرا (NADRA) کو عبوری حکم دیا کہ وہ قادیانیوں سے متعلق اپنا ریکارڈ پیش کرے، جس میں بالغ اور نابالغ افراد کے ساتھ ان قادیانیوں کو بھی ظاہر کیا جائے جو پہلے مسلمان تھے اور بعد میں قادیانیت اختیار کرکے اس نئی حیثیت سے نئے قومی شناختی کارڈ حاصل کرچکے ہیں۔ یہ کوائف نادرا (NADRA) نے مورخہ ۲۳؍فروری ۲۰۱۸ء کو معزز عدالت میں پیش کئے۔ اسی تاریخ کو عدالت عالیہ نے ڈی جی، ایف آئی اے کو حکم دیا کہ وہ ان چھ ہزار ایک (۶۰۰۱) لوگوں، جنہوں نے اسلام چھوڑ کر قادیانیت اختیار کرنے کے بعد بیرون ملک سفر کئے، کی تفصیل بھی پیش

کرے۔ چنانچہ یہ رپورٹ بھی مورخہ ۶/ مارچ ۲۰۱۸ء کوعدالت میں جمع کی گئی۔

اسی طرح قانون ساز اداروں کو بھی حکم دیا گیا کہ سازشی، غلط اور بے جا ترامیم سے متعلق ادارہ جاتی کارروائی کے تمام مراحل سے بھی عدالت کو آگاہ کیا جائے اور وہ تفصیلات بھی مورخہ ۷/ مارچ ۲۰۱۸ء کوعدالت میں پیش کی گئیں۔

ان متنازعہ ترامیم کا مقصد ان قوانین کو منسوخ کرنا تھا، جن کی بدولت قادیانیوں کا خود کو مسلمان ظاہر کرنے اور ان کے اپنے کفریہ عقائد کے پرچار پر پابندی لگائی جاچکی ہے، جیسے نماز پڑھنا، کلمہ طیبہ پڑھنا، السلام علیکم کہنا اور کلمہ طیبہ کا بیج لگانا وغیرہ۔ یہ وہ وجوہات تھیں جن سے مسلمانوں کے قلب وذہن میں آگ جل اٹھی اور وہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس قسم کارروائیوں کے پیچھے کس کا ہاتھ فعال رہتا ہے؟

انتہائی بدقسمتی ہے کہ حکومت کی اپنی رپورٹ کے مطابق، حکومت کے پاس ایسا مواد موجود نہیں جس سے واضح ہو سکے کہ قادیانیوں کی کتنی تعداد ہے جو حکومتی بیوروکریسی کا حصہ اور قادیانیت کے فروغ میں اپنا گھناؤنا کردار ادا کر رہی ہے۔ اسی وجہ سے یقینی حد تک امکان ہے کہ یہ لوگ وزارت مذہبی امور یا دوسری آئینی اداروں میں بھی اہم عہدوں پر بیٹھے اسلام مخالف سرگرمیوں میں مصروف عمل رہتے ہیں۔ ان رپورٹوں سے یقینی طور پر ظاہر ہے کہ یہ لوگ باوجود غیر مسلم ہونے کے، نہ صرف اپنی اصلی مذہبی شناخت چھپاتے ہیں، بلکہ اپنے ملازمتی مناصب اور عہدوں سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنا اثر ورسوخ بھی اپنے کفریہ عقائد کے پرچار اور مذموم عزائم کے حصول کے لئے آسانی استعمال کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کا فر قادیانیوں کا علیحدہ تفصیلی ریکارڈ رکھنا حکومت کے لئے نہایت ضروری ہے۔

نادرا (NADRA) کے ریکارڈ کے مطابق اس دوران دس ہزار مسلمان قادیانیت کی طرف چلے گئے ہیں، مگر یہ ریکارڈ مناسب طریقہ سے تبدیل کرنے کے لئے بھی کوئی موزوں طریقہ کار تا حال وضع نہیں کیا گیا، تاہم صرف ایک اسٹامپ پیپر پر درج الفاظ کا یہ بیان حلفی دیا جاتا ہے کہ: ”شناختی کارڈ بناتے وقت غلطی سے مذہبی خانہ میں اسلام/مسلمان لکھا گیا تھا، جبکہ میں قادیانی ہوں، اس لئے ضروری تبدیلی درج کی جائے۔“

معزز عدالت سے استدعا کی گئی تھی کہ چونکہ یہ ایک حساس نوعیت کا معاملہ ہے، اس لئے وفاقی حکومت کو حکم دیا جائے کہ نادرا آرڈی نینس ۲۰۰۰ء کے تحت اس کے لئے باقاعدہ طور مناسب اور معقول طریقہ کار بنادیا جائے۔ ”اسلامی ریاست کے حکمران کے فرض“ کے حوالہ سے فیصلہ میں مندرج ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں باقاعدہ رجسٹر بنادیئے گئے تھے جن میں مسلم اور غیر مسلم کا اندراج ہوتا تھا۔ کسی بھی غیر مسلم کو اجازت نہیں کہ وہ ایک اسلامی مملکت میں خود کو مسلمان ظاہر کرے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کا یہ فعل غداری جیسے عظیم جرم کے مترادف ہوگا۔ جس کی شریعت اسلام میں سنگین سزا تجویز کی گئی ہے۔

اگر کوئی ایسا شخص جو غلط بیانی سے کام لئے ہوئے، کسی حکومتی کلیدی عہدہ پر تعینات ہے،، تو اس کے لئے منجملہ دیگر سزاؤں کے، فوری اقدام کے طور پر، اسے ملازمت سے برخاست کرنا اور وہ جملہ مالی فوائد ومراعات، جو اس نے اس دوران حکومت سے وصول کئے ہیں، واپس وصول کرنا لازمی قرار دیا جائے۔

ایسے سفارشی اقدامات عمل میں لانے چاہئیں جن کی رو سے لازمی قرار دیا جائے، کہ ایسے اہم اور حساس نوعیت کے حامل عہدوں پر تعینات کرنے سے پہلے، مجوزہ اشخاص کے مذہبی عقائد کی محتاط تفتیش علماء اور ماہرین نفسیات کے ایک بورڈ کے ذریعہ ہونا چاہئے۔

اگر کوئی مسلمان قادیانی بنتا ہے تو اس کے لئے شریعت اسلام کی متعین کردہ سزا ”قتل“ کا نفاذ ہونا چاہئے اور اگر کوئی قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کرے، اس کے لئے زندیقوں والی سزا دینی چاہئے۔

”امتناع قادیانیت بورڈ“ کے نام سے ایک بورڈ بھی تشکیل دیا جائے، جو ہمہ وقت چوکنا رہتے ہوئے ختم نبوت سے متعلق آئینی اور وقتاً فوقتاً عمل میں آنے والے قانونی اقدامات کے نفاذ پر کڑی نظر رکھے۔

معزز عدالت عالیہ سے یہ بھی استدعا کی گئی کہ چونکہ ”احمد“ نام قرآن المبارک میں خصوصیت کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ارشاد فرمایا گیا ہے، اس لئے قادیانیوں کو ’احمدی‘ نام استعمال کرنے سے باز رکھا جائے۔ اسی طرح انہیں ”دین حق“، ”اسلامیات“، ”مسلم ٹی وی احمدیہ“، ”اللہ ان سے راضی ہو“، ”علیہ السلام“، ”خلیفہ“، ”رحمتہ اللہ“، ”نوراللہ“، ”شہید“، ”مرحوم“، ”جنت الفردوس“، قبروں پر ”کلمہ یا بسم اللہ“ لکھنا یا قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں گاڑ دینا (دفن کرنا) وغیرہ سے بھی باز وممنوع رکھا جائے۔ (جاری ہے)

تحریک ختم نبوت پر ایک تاریخی دستاویز

نابغہ وعبقری شخصیت کے مالک حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کو تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر ایک جری، دلیر اور تہور پیشہ سپہ سالار کی حیثیت حاصل ہے۔ تقریر و تحریر ہو یا مباحثہ و مناظرہ، دونوں میں انہیں لاثانی خداداد ملکہ حاصل ہے۔ مطالعہ و تحقیق اور تصنیف و تالیف ان کے محبوب و مرغوب مشاغل ہیں۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کی نئی کتاب ’’تحریک ختم نبوت‘‘ نہایت مبسوط، مدلل، مربوط، جامع اور تحقیقی کتاب ہے۔ **۱۹۳۴ء کی ختم نبوت کانفرنس قادیان سے دسمبر ۲۰۱۹ء تک** تحریک ختم نبوت جن مراحل سے گزرتی رہی، اس کی لمحہ بہ لمحہ رپورٹ کو جمع کر دیا گیا ہے۔ دس ضخیم جلدوں کے ساڑھے چھ ہزار صفحات پر مشتمل قریباً ایک صدی کی عشق و محبت کی داستان لازوال جو ایمان پرور، جہاد آفریں بھی ہے اور حقائق افروز بھی۔ اس کی ترتیب و تہذیب اور تالیف و تدوین بڑی عرق ریزی، دقت نظر اور حسن عقیدت سے کی گئی ہے۔ انداز نگارش ایسا سحر انگیز ہے کہ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے جیسے مولانا خود ان تمام حالات و واقعات کے عینی شاہد ہیں۔

یہ کتاب کارکنانِ تحفظ ختم نبوت کے لئے ایک دستور العمل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں ایمان پرور واقعات، اکابرین کے ولولہ انگیز خطابات، پس پردہ حقائق، ہوشربا انکشافات، حکمرانوں کی قادیانیت نوازی اور مختلف اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا بھرپور تذکرہ ہے، جس کے مطالعہ سے دلوں میں عقیدت و محبت کی ایک برقی رو دوڑ جاتی ہے۔ دینی غیرت و حمیت کی ایسی پُرسوز و گداز کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ خون جوش مارتا اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ ایسی کیفیات اور احساسات کو جاننے اور سمجھنے کے لئے اس تاریخی کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب کارکنانِ تحفظ ختم نبوت کے لئے انمول سوغات اور سدابہار گلدستہ ثابت ہوگی۔ مزید برآں اس اہم موضوع پر ریسرچ کرنے والے اسکالرز اور طالب علموں کے لئے بھی چراغ راہ کا کام کرے گی۔

مکمل سیٹ کی رعایتی قیمت صرف 2500 روپے

facebook amtkn313
WWW.AMTKN.COM
ameer@khatm-e-nubuwwat.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

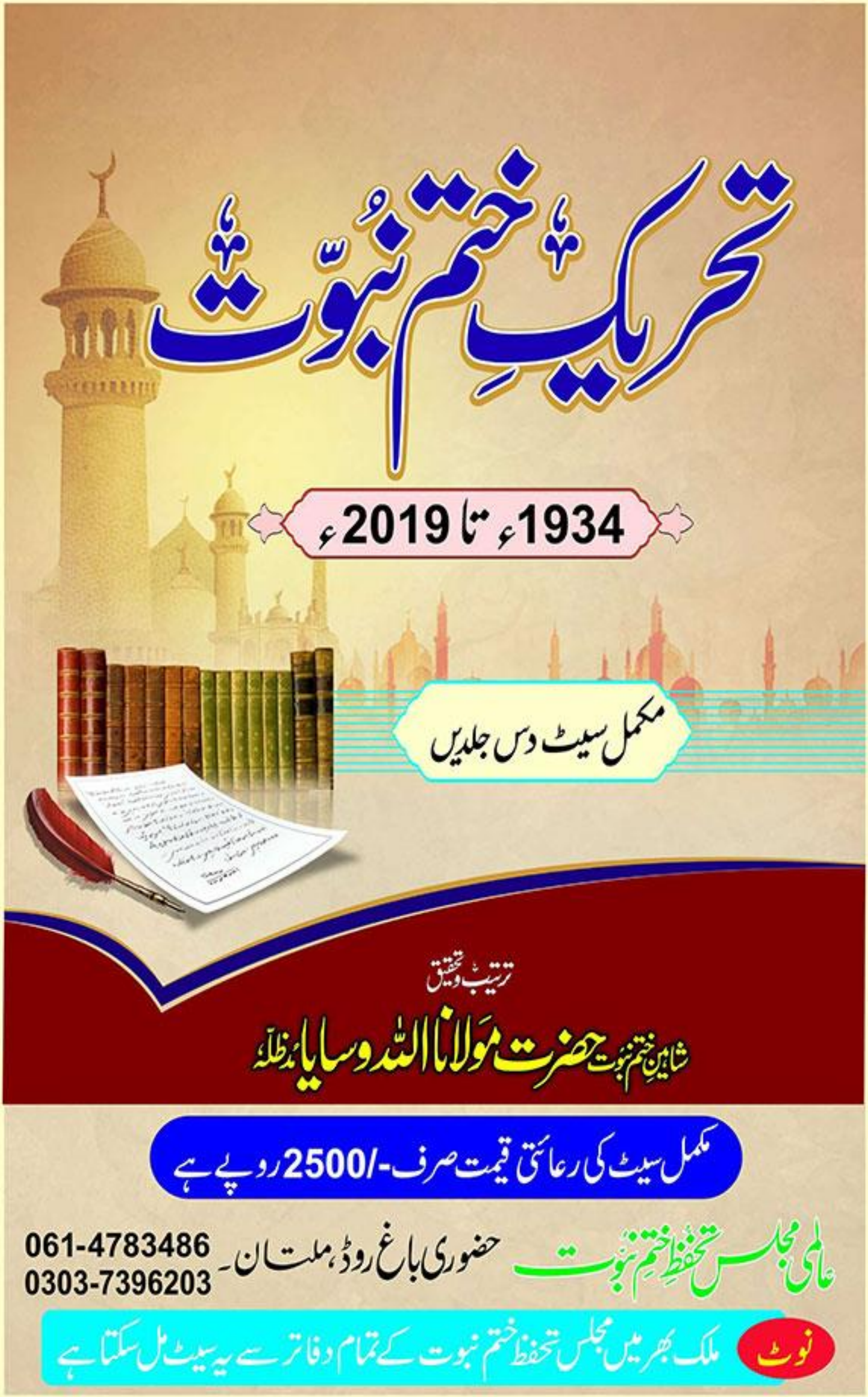

تحریکِ ختمِ نبوّت
1934ء تا 2019ء
مکمل سیٹ دس جلدیں
ترتیب وتحقیق
شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔
061-4783486
0303-7396203
نوٹ
ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے